قرآن اور اقبال

208

مصنف
ابو محمد مصلح

سنگِ میل پبلی کیشنز

Marfat.com

DATA ENTERED

جملہ حقوق محفوظ

طابع ---------------- نیاز احمد

مطبع ---------------- ندرت پرنٹرز۔ لاہور

نذیر حسین ۔ ۴۰ اردو بازار

ناشر ---------------- سنگ میل پبلی کیشنز۔ لاہور

کتابت ---------------- علی احمد صابر چشتی

قیمت ---------------- ۱۵/- روپے

DATA ENTERED

208

فہرست

قرآن اور اقبال ---------------------- ۷
فریادِ اقبال ---------------------- ۸
حرفے چند ---------------------- ۹
اقبال آپ اپنی نگاہ میں ---------------------- ۱۱
اقبال سے میری پہلی ملاقات ---------------------- ۱۳
اقبال راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں ---------------------- ۱۶
قرآن کا اثر اقبال پر ---------------------- ۲۱
اقبال بحیثیت ایک شاعر کے ---------------------- ۲۵

حصہ نثر

تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ ---------------------- ۳۰

Marfat.com

اسرارِ خودی کے متعلق ڈاکٹر نکلسن کے نام ایک خط ---- ۳۵
پیامِ مشرق کا دیباچہ ---- ۳۷
ختمِ نبوّت اور قادیانیت ---- ۳۹

حصّۂ نظم

اسرارِ خودی ---- ۴۳
رموزِ بیخودی ---- ۵۵
پیامِ مشرق ---- ۹۹
زبورِ عجم ---- ۱۰۷
جاوید نامہ ---- ۱۱۱
مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق ---- ۱۴۳
مُسافر ---- ۱۵۱
ارمغانِ حجاز ---- ۱۵۹
بالِ جبریل ---- ۱۶۵
ضربِ کلیم ---- ۱۷۳
بانگِ درا ---- ۱۹۱

قرآن اور اقبال

زشامِ ما برون آور سحر را
بہ قرآں باز خواں اہلِ نظر را

تو نمیدانی کہ سوزِ قرأتِ تو
دِگرگوں کرد تقدیرِ عمرؓ را

○

Marfat.com

فریادِ اقبال

بآں رازے کہ گفتم پے نبردند
زشاخِ نخلِ من خرما نخوردند

من اے میرِ امم داد از تو خواہم
مرا یاراں غزل خوانے شمردند

Marfat.com

حرفے چند

"قرآن اور اقبال" کے پیش کرنے سے میرے دو مقصد ہیں۔ دیکھا
یا کہ اقبال کا جو پیغام تھا اس کو نوجوانوں نے قبول نہیں کیا اس لیے
یرا فرض ہے کہ ایک مرتبہ اور اقبال کی اس محبوب اور اُمیدوں کی مرکز
ماعت کو قرآن کی طرف توجہ دِلانے کی کوشش کروں اور "حکومتِ الٰہیہ"
کے قیام کی دعوت دوں۔

اسی مقصد کے حصول کے لیے مَیں نے کوشش کی ہے کہ اقبال کی بیشتر
صنیفات سے ان حصّوں کو ایک جگہ جمع کردوں جو صاف لفظوں
ں قرآنِ حکیم سے متعلق ہیں۔

دوسرا مقصد یہ ہے کہ کتاب اللہ کی ایک حقیر سی خدمت انجام
پسکے جو اس ناچیز زندگی کا واحد مقصد ہے۔ یہی سبب ہے کہ تالیف و

Marfat.com

تصنیف کے لوازم کو ہاتھ نہیں لگایا گیا۔ شعر نقل کر دیے گئے ہیں اور استفادہ کا حق قارئین کے لیے محفوظ ہے۔

مجھے یہ بھی کہہ دینا چاہیے کہ عام طور پر آج کوئی بھی انسانی زندگی کے اس مقصد پر نہیں جو اس کے پیدا کرنے والے کی طرف سے متعیّن کیا گیا ہے اور اس صحیح مرکز پر لانے کے لیے کہنے کی نہیں بلکہ کر دینے کی ضرورت ہے۔ اقبالؒ کا کلام اس ضمن میں جو کچھ کر سکتا تھا کر چکا اور اسکے نتائج سامنے ہیں۔

ابو محمد مصلح

بمبئی ــــــ
ربیع الاول شریف ۱۳۵۹ھ

Marfat.com

اقبال آپ اپنی نگاہ میں

چو رختِ خویش بر بستم ازیں خاک
ہمہ گفتند با ما آشنا بُود!

ولیکن کس ندانست ایں مُسافر
چہ گفت و با کہ گفت و از کجا بُود!

Marfat.com

Marfat.com

اقبالؒ سے میری پہلی ملاقات

مدراس کے علمی سفر سے واپسی پر ڈاکٹر شیخ محمد اقبال مرحوم شاہی مہمان کی حیثیت سے چند روز حیدرآباد میں بھی ٹھہرے۔ میں تحریکِ قرآن کے سلسلے میں نواب نذیر جنگ بہادر کے ہمراہ ملنے گیا۔ تعارف کے بعد تحریکِ قرآن کا اوّلین مقصد قرآنِ مجید کی تعلیم، معنی و مطلب کے ساتھ عام اور لازمی کرنا بیان کیا گیا۔ اُس وقت تعلیم یافتہ نوجوانوں کا اچھا خاصا مجمع تھا۔

اقبالؔ نے اپنے خاص انداز میں کہا :

"مولوی صاحب ! آپ کی تحریک سے کس کو انکار ہو سکتا ہے مگر پہلے یہ تو بتائیے کہ قرآن پڑھائے گا کون ؟"

مجمع ہمہ تن گوش بن گیا اور مجھ کمبل بدوش کی طرف ایک خاص انداز سے دیکھنے لگا۔ کیونکہ یہ کوئی معمولی معارضہ نہ تھا اور نہ کسی معمولی شخص کی زبان سے

Marfat.com

ادا ہُوا تھا۔

مَیں نے جواب دیا:

"ڈاکٹر صاحب! بے شک حقیقی معنوں میں قرآن کے پڑھانے والوں ہی کی کمی ہے۔ جس دن یہ کمی پُوری ہوئی سب کچھ ہو جائے گا۔ مگر آپ مجھے قرآن قرآن کرنے دیجیے۔ کیونکہ آپ کے حسبِ منشا قرآن پڑھانے والے بھی قرآن ہی سے پیدا ہوں گے۔"

اس کے بعد کچھ اور باتیں ہوئیں اور مَیں نے رُخصت چاہی۔ دوسرے دن ایک طالب علم کے ہاتھ کچھ چھپی ہُوئی چیزیں بھجوائیں اور تحریک کے متعلق رائے طلب کی۔ طالب علم نے اپنی طرف سے یہ جُرأت کی کہ ان کو بھی قرآنِ مجید کی تعلیم و تبلیغ کی دعوت دی۔ انہوں نے مزاحاً کہا:

"پہلے مَیں آپ کے اُستاد سے قرآن پڑھوں گا، پھر ضرور ایسا کروں گا"

اِس واقعہ سے ظاہر ہے کہ اقبالؒ کس شان کے آدمی تھے۔ یہ کون نہیں جانتا کہ ان کو کسی سے قرآن کے وعظ سننے کی ضرورت نہیں تھی وہ تو دوسروں کو "خدا کا آخری پیغام" سنانے کے لیے پیدا کیے گئے تھے اور پھر اس علم و حکمت کے زمانے میں اپنے اس فرض کو اُن سے زیادہ دِل آویز پیرائے میں کس نے پُورا کیا۔ جو روشن خیال تجدّد پسند طبقہ کے لیے ناقابلِ انکار حقیقت بنا ہُوا ہے۔

پھر اُنہوں نے تحریک پر حسبِ ذیل رائے کا اظہار فرمایا:

Marfat.com

تحریکِ قرآن پر حضرت علّامہؒ کی رائے :

جناب مولوی صاحب !

السّلام علیکم ۔ قرآنی تحریک کا پروگرام مُبارک ہے۔ اِس زمانہ میں قرآن کا علم ہندوستان سے مفقود ہوتا جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ مُسلمانوں میں نئی زندگی پیدا کی جائے۔ کیا عجب کہ آپ کی تحریک بارآور ہو اور مُسلمانوں میں قوّتِ عمل پھر عود کر آئے۔

مخلِص

اِقبال

اقبالؔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں

اگرچہ ڈاکٹر اقبال نہ تو کالج کی پروفیسری کے لیے پیدا کیے گئے تھے نہ بیرسٹری کے لیے تخلیق کیے گئے تھے اور نہ ہی کونسل کی ممبری کے لیے وضع ہوئے تھے تاہم ان کے معنوی پیر کا یہ مقولہ ان پر صادق آتا تھا :

من بہر جمعیتے نالاں شدم
جفتِ خوش حالاں و بدحالاں شدم

ہر کسے از ظنِ خود شد یارِ من
وز درونِ من نجست اسرارِ من

یہ دوسری راؤنڈ ٹیبل کانفرنس تھی جس کے عین انعقاد کے وقت اقبال کو آل انڈیا مُسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ الہ آباد کی صدارت کرنی پڑی۔ اس مرتبہ لیگ کی کُرسیٔ صدارت سے جو خطبہ پڑھا گیا وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے

Marfat.com

ایک خاص چیز تھا۔ پاکستان کی تجویز اسی میں پیش کی گئی جس نے تاریخی مرتبہ حاصل کر لیا ہے اور آج ہندوستان کی سیاست کا رُخ بدل کر رکھ دیا ہے۔ یہ خُطبہ اخبارات میں شائع ہُوا اور میری نظر سے گزرا تو ایسا معلوم ہُوا کہ مُسلم سیاسیات کی دوسری دُنیا سامنے آگئی ہے۔ مَیں نے محسُوس کیا کہ اصل مقصد کے قریب سے کوئی بولا ہے۔ اِس لیے مَیں نے فوراً ایک پمفلٹ شائع کیا اور اُس میں اِس بات کو واضح کرنا چاہا کہ ایک مُسلم کا اصل مُطالبہ پاکستان بھی نہیں بلکہ روئے زمین پر قیامِ حکومتِ الٰہیہ ہے۔ کیونکہ قرآن اس کے سوا کسی قسم کی حکومت کی تائید میں نہیں بلکہ تائید تو کجا سرے سے وہ تمام دوسرے قسم کے نظام ہائے حکومت کو مٹانا چاہتا ہے۔ جس میں اس طرح کا پاکستان بھی شامل ہے۔

مذکورہ بالا رسالہ جو خط کی شکل میں تھا اس کا جواب اقبالؒ نے اس وقت دیا جبکہ ہندوستان ٹائمز کے نمائندے نے ان سے دریافت کیا کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں آپ کیا خاص بات لے کر شریک ہو رہے ہیں؟

ڈاکٹر اقبال نے کہا:

"میرے پاس اور کچھ نہیں، لیکن قرآن ہے۔ مَیں اِسی کو پیش کروں گا۔"

اِقبالؒ سے میری دوسری ملاقات

مَیں "قرآن مجید معہ بچّوں کی تفسیر" کی کتابت وطباعت کے سلسلے میں

Marfat.com

کچھ مدّت کے لیے لاہور گیا۔ ایک دن ڈاکٹر اقبال مرحوم سے بھی ملنے کی مسرّت حاصل ہوئی۔ میرے ساتھ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی بھی تھے۔ عصر کی نماز وہیں ادا کی۔ چاء نوشی کی بھی نوبت آئی۔ اقبال چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ علالت کا سلسلہ جاری تھا مگر اتنا نہیں کہ معذوری ہو چکی ہو۔ سب سے پہلے تحریکِ قرآن کی رفتار کے متعلق استفسار کیا، پھر لاہور آنے کی غرض دریافت کی۔ اپنے بچّوں کے لیے چھپے ہوئے پارے چغتائی صاحب کے ذریعے بھیج دینے کو کہا۔ حیدرآبادی سیاست کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو کے "اسلامی کلچر" پر خیال آرائی کا بھی ذکر آیا۔ اقبال نے جو اس کا جواب دیا تھا میں نے اس کی تحسین کی۔ مولوی عبدالحق صاحب انجمن ترقیٔ اُردو کا دفتر حیدرآباد سے دہلی منتقل کرنے والے تھے۔ اقبال نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ اس کے لیے موزوں مقام لاہور ہے۔ اسلام میں عورتوں کی حیثیت کا ذکر چھڑا تو اقبال نے کہا مجھ سے ایک دن ایک امریکن لیڈی ملنے آئی اور اُس نے شکایۃً کہا کہ اسلام نے عورتوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے۔ اس پر اس کو ایسا مسکت جواب دیا گیا کہ قائل ہوگئی۔ اقبالؒ نے یہ بھی کہا تھا کہ دُنیا میں صرف ایک ہی ذات ایسی ہوئی ہے جس نے عورت کی فطرت کو کامل طور پر پہچانا اور وہ ذاتِ گرامی محمّدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلّم (فداہٗ ابی و امی) کی تھی۔ دیکھا گیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا نامِ مبارک آتے ہی اقبالؒ کا دل بھر آیا ہے اور آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئی ہیں۔

Marfat.com

اقبالؒ کی وفات

مَیں لاہور میں کئی برس رہا۔ سیّد محسن شاہ صاحب سکریٹری انجمن اسلامیہ پنجاب اور میاں نظام الدین صاحب رئیسِ اعظم لاہور کی خواہش پر مدرسۂ عالمگیر تحریکِ قرآنِ مجید کے نام سے ایک تعلیم گاہ شاہی مسجد میں قائم کی گئی۔ یہ ایک ضمنی کام تھا۔ اصل امور انجام دینے کے لیے مسجد سے باہر صدر دروازے سے متصل شمالی حجروں کے سامنے جھونپڑے ڈالے گئے تھے۔ آسانی کے خیال سے بعد میں شب و روز مَیں وہیں رہنے بھی لگا تھا۔

ایک دن دوپہر کے وقت خطیبِ مسجد مولوی نورالحق صاحب نے کُنڈی کھٹکھٹائی۔ مَیں باہر آیا تو اُن کی زبانی ڈاکٹر اقبالؒ کے اِنتقال کی خبر ملی۔ خطیب صاحب نے یہ بھی کہا کہ دروازے کے دوسری جانب (یعنی جنوبی سمت) کے حجروں کے سامنے جو صحن ہے مزار کے لیے تجویز کیا گیا ہے۔ ابھی ابھی میاں نظام الدین صاحب، سیّد محسن شاہ صاحب اور مولانا غلام مرشد صاحب اسی سلسلے میں آئے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کی علالت کا سلسلہ عرصہ سے جاری تھا اور کبھی کبھی اخبار سے کوئی خبر مل جایا کرتی تھی۔ مگر یہ بات گمان میں بھی نہیں تھی کہ قرآن کا مُفسّر، اسلام کا داعی، انسانیت کا ہمدرد، مسلمانوں کا غم خوار اور دنیا کا ایک بڑا آدمی اقبالؒ ہمیشہ کے لیے ہم سے اس قدر جلد جُدا ہو جائے گا۔ خُدا کی مرضی ایسی ہی تھی جسے بہر حال پُورا ہونا تھا۔

اب شاہی مسجد کے دروازے کے ایک طرف میرا قیام تھا اور دوسری طرف اقبال کے لیے قبر تیار ہو رہی تھی۔ شام ہوئی۔ جنازہ آنے سے پہلے شاہی مسجد کے اندر اور باہر لوگ جمع ہونے لگے۔ حضوری باغ میں بھی ہر طرف آدمی ہی آدمی تھے۔ اِس کے بعد جنازہ جس شان سے آیا اور جتنا عظیم الشان اِجتماع نظر آیا وہ اپنی نظیر آپ تھا۔

لاہور کی شاہی مسجد ہندوستان کی سب سے زیادہ وسیع مسجد ہے اس کے صحن میں نمازِ جنازہ ادا ہوئی اور اس کے بعد تدفین عمل میں آئی۔

قلعہ اور مسجد کا درمیانی صحن صدیوں سے خالی پڑا تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہوں نے بھی اِس رعایت کو مدِّنظر رکھا تھا اور خود اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کو بھی اپنے سوگوار اقبال کی خاطر منظور تھی اور چونکہ اِس کے بعد بھی عرصہ تک لاہور میں رہا۔ اِس لیے وہ سب مناظر رات دن دیکھتا رہا جو اقبال کے مزار پر عقیدت مندوں کی طرف سے پیش ہوتے رہے اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔

زیارت گاہِ اہلِ عزم و ہمّت ہے لحد میری
کہ خاکِ راہ کو مَیں نے بتایا رازِ الوندی!

(اقبالؒ)

قرآن کا اثر اقبالؒ پر

Marfat.com

قرآن حکیم کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اپنی طرف متوجّہ کرتا ہے اور متوجّہ ہونے والے پر بے پناہ اثر انداز ہوتا ہے۔ پھر ہر طرح اس کے ظاہر و باطن، اس کے غور و فکر اور اس کے اقوال و اعمال پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے اِقبال بھی قرآن کے اسی تیرِ نظر کے گھائل تھے۔ قرآن جہاں سراپا عمل بننے کے لیے بے چین کرتا ہے وہاں نوعِ انسانی کے ہر فرد کو احکاماتِ خداوندی پر گردش کرتے دیکھنا چاہتا ہے۔ اس کے علاوہ اشک بار آنکھیں اور بیتاب دِل بھی پیدا کر دیتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ اس کے کلام میں خواہ نظم ہو یا نثر، سوز و گداز پیدا ہو جاتے۔

شاعرِ اعظم قرآنِ مجید کی تلاوت کے وقت وجد میں آجاتا تھا۔ قرآنِ مجید سُن کر اس کی عجیب حالت ہو جاتی تھی۔ گویا رُوح پر ایک

وجدانی کیفیت طاری ہے۔

ایک دفعہ ایک عرب نے قرارت شروع کی۔ ادھر اقبال بے قرار ہو گئے اور بے اختیار رونے لگے۔ اقبال اپنی نظموں کو بھی ترنم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے پھر یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ خدا کے کلام کو سنوار کر نہ پڑھتے قرآنِ مجید کی تلاوت بآوازِ بلند کرتے تھے جس سے ان کے قلبی جوش کا اظہار ہوتا تھا۔ یہ وہ وقت ہوتا تھا کہ قال حال بن جاتا تھا اور شاعر پر ایک خاص عالم طاری ہو جاتا تھا۔ اقبال راتوں میں جاگتے تھے اور سحر خیزی اُن کی چہیتی چیز تھی۔ پھر قرآن کو تو ان اوقات سے خاص لگاؤ ہے۔ لہٰذا شغفِ قرآن، قرآن کے نورانی صفحات اُن کے سامنے کر دیتا تھا، اور یہ بلبلِ ہزار داستان بڑی خوش الحانی کے ساتھ تلاوتِ قرآن میں مصروف نظر آتا تھا۔ کہا جا سکتا ہے کہ اقبال لحیم و شحیم تھے۔ مگر رقیق القلب ایسے تھے کہ دورانِ تلاوت میں روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔

اقبال کو بچپن ہی سے قرآن مجید کے ساتھ اُنس اور لگاؤ تھا۔ اخیر زمانے میں تو اُن کی پوری صدا قرآن ہی سے متاثر تھی۔ عوارض میں سے اگر کسی کا ان کو غم تھا تو وہ اپنی آواز کے بیٹھ جانے کا تھا۔ کیونکہ قرآن حکیم کو بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتے تھے۔ تاہم بیماری کے دِنوں میں بھی جب کسی نے قرآن کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھا۔ اقبال کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اُن پہ ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی۔

اقبال قرآن کو ایک عملی چیز سمجھتے تھے۔ اُن کی نگاہ میں یہ فرمانِ خداوندی

۲۰۳۳۵

Marfat.com

نفوذ و امضاء کے لیے تھا۔ وہ اللہ اور غیر اللہ کی حکومت اور قانون کے فرق کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور مسلمان جس طرح مارا پڑا ہے اور حقیقت سے منزلوں دور ہو گیا ہے ہر لمحہ ان کے سامنے تھا۔

پنجاب کے ایک پیر صاحب نے اقبال سے ایک درخواست لکھ دینے کی فرمائش کی۔ تقریب یہ تھی کہ ان دنوں سرکار کی طرف سے لوگوں میں زمین تقسیم ہو رہی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ اس قسمت سے کچھ حصہ انکو بھی مل جائے۔ جواب ملا کہ درخواست تو میں لکھے دیتا ہوں لیکن آپ کو معلوم ہے کہ پیش کس کے سامنے کرنا ہو گی۔ پیر صاحب اس کو کیا سمجھتے۔ خاموش ہو رہے۔ اقبال نے خود ہی کہا۔ پیر صاحب! ایک مشہور کتاب ہے جس کا نام قرآن ہے۔ اس کتاب کو خدا نے اپنے آخری نبی پر اُتارا جس کا نام محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھا۔ یہ نبی عرب کے رہنے والے تھے ان کی وفات کو تیرہ سو سال ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں لکھّا ہے کہ زمین خدا کی ملکیّت ہے۔ اب اگر آپ چاہیں تو میں درخواست خدا کے نام لکھ دوں۔

اقبال پنجاب کے رہنے والے تھے اور پنجاب اپنی روایاتِ ماضیہ سے بھرا پڑا ہے۔ خاص لاہور میں قطب الدین ایبک کا مزار بھی ہے نور الدین جہانگیر کا مقبرہ بھی ہے۔ انارکلی، زیب النّساء اور نور جہاں جیسی خواتین کی قبریں بھی ہیں مگر اقبال کی "عقابی نگاہ" ان میں سے کسی ایک پر بھی نہیں پڑتی، وہ اگر ٹھہرتی ہے تو ایک صوبہ دار کی

Marfat.com

بیٹی شرف النساء پر۔ کیونکہ وہ "قرآن" کی شیدا اور "شمشیر" کی عاشق ہے۔ دیکھیے اس کے اسوۂ حسنہ سے کس طرح اقتباسِ نور کرتے ہیں، کہتے ہیں:

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

پادشاہی بود و سامانے نداشت
دستِ اُو جُز تیغ و قرآنے نداشت

اقبال کی شاعری نہیں، بلکہ خود اقبال قرآن کا پیام تھے۔ وہ ساری دُنیا کے لیے قرآن کو دستور العمل سمجھتے تھے۔ مسلمانانِ عالم کو قرآنی مرکز پر مجتمع دیکھنا چاہتے تھے اور نوجوانوں کو قرآنی علم و عمل سے "شاہین بچہ" بنانا چاہتے تھے۔

مجھے معلوم ہُوا ہے کہ ڈاکٹر اقبال اپنی جو آخری تصنیف پیش کرنا چاہتے تھے وہ انگریزی زبان میں قرآن مجید کا کسی خاص نوعیت کا ترجمہ معہ حواشی وغیرہ تھا اور شاید دیباچہ لکھنا شروع بھی کر دیا تھا۔

بہرحال اِس بات کے تسلیم کرنے میں کسی کو بھی تامل نہ ہوگا کہ اقبال کی شاعری اور ان کے پیام کی بنیاد زیادہ تر قرآن پر ہے۔ اسی لیے کہا جا سکتا ہے کہ ایک "جدید تفسیر" کی طرف اُنہوں نے اشارے کر دیے ہیں۔ بلکہ بنیاد رکھ دی ہے۔ اب جس کا جی چاہے اس پر عالیشان محل تیار کرلے۔

Marfat.com

اقبال بحیثیت ایک شاعر کے

بے شک اقبالؒ منظرِ عام پر بحیثیت ایک شاعر ہی کے جلوہ گر ہوئے
ن بہت جلد اُن کی شاعری نے ایک پیام کا ہیولیٰ اختیار کر لیا اور پھر
یر دم تک وہ ایک پیام رساں ہی رہے۔

اقبال کی نثر، نظم، فلسفہ، تصوّف اور قومیات جو کچھ بھی ہے اِس
قرآن کا پرتو پڑا ہے اور اس کا بیشتر حصّہ قرآنی ہے۔

اِقبال کا شاعری سے مقصد قرآن تھا۔ وہ اِس بات سے بیزار ہیں کہ
ن کے قرآنی مقصد کو فراموش کر دیا جائے اور انہیں نِرا شاعروں کی صف میں
کھڑا کیا جائے۔ خواہ یہ حیثیت ملک الشعراء کی ہی کیوں نہ ہو۔

اقبال دیکھ چکے تھے کہ غالب پرستی ہو رہی ہے۔ کہیں اقبال
ستی بھی شروع نہ ہو جائے۔ لیکن ہُوا وہی جس کا ڈر تھا اور صاف

Marfat.com

ظاہر ہے کہ ان کی حیات ہی میں یہ "سانحہ" رُونما ہُوا۔ چنانچہ نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ سے اپنی کبیدگی کا یوں اظہار کرتے ہیں :

بہ افرنگی بتاں خود را سپُردی
چہ نامردانہ در بُت خانہ مردی

خِرد بیگانۂ دِل سینہ بے سوز
کہ از تاکِ نیاگاں مے نخوردی

وہ جو کچھ چاہتے ہیں یہ ہے :

دگر آئینِ تسلیم و رضا گیر
طریقِ صدق و اخلاص و وفا گیر

مگر شعرم چنیں است و چناں است
جنونِ زیرکی از من فدا گیر

مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اقبال سب کچھ معاف کر سکتے ہیں لیکن اس کو کبھی نہیں معاف کر سکتے کہ اُن کے پیام پر عمل نہ کیا جائے اور اُن کی شاعری کے تذکرے ہوتے رہیں اور اس کے متعلق مُوشگافیاں کی جائیں۔ چنانچہ وہ سرکارِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض رساں ہیں :

تو گفتی از حیاتِ جاوداں گوئے
بگوشِ مُردۂ پیغامِ جاں گوئے

ولے گویند این ناحق شناساں
کہ تاریخِ وفاتِ این و آں گوئے

دُنیا میں ایسے واقعات کی کمی نہیں جو آج اِنتہائی حیرت و استعجاب کا باعث بنے ہوتے ہیں۔ خُدا کو مان کر بھی لوگ نہیں مانتے۔ اس کی موجُودگی میں مٹّی، پتھّر کے بتوں کی پرستش کرتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ ساری دُنیا کے کُتب خانے کھنگالتے پھرتے ہیں لیکن قرآن کا حق ادا نہیں کرتے اور قرآن کی طرف نہیں آتے۔ گوتم بُدھ نے بُت پرستی کے خِلاف عَلَمِ جہاد بلند کیا تھا، اور آج خود اس کے ہزاروں مجسّمے نظر آرہے ہیں۔ حضرت مسیحؑ نے انتہائی نرمی اور محبّت کی تعلیم دی تھی مگر اُن کی اُمّت نے جس قدر خُون ریزیاں کیں اور قساوتِ قلبی کے سامان فراہم کیے۔ پچھلی تاریخ کے صفحات اس سے یکسر خالی نہیں۔ لہٰذا اگر اقبال کے معتقدین انہیں کی تعلیمات کا نام لے کر انہیں کے مقصد کے خِلاف کریں تو تعجب کا مقام نہیں لیکن افسوس اور ندامت کا مقام ضرور ہے۔

آج مشکل سے احباب کا کوئی ایسا اِجتماع ہوتا ہوگا جس میں کسی نہ کسی طرح اقبال کا ذکر نہ آتا ہو مگر ان لوگوں سے کون کہے کہ آخر وہ آپ ہی تو ہیں جو سراسر اقبال کی تعلیمات کے خِلاف قدم اُٹھا رہے ہیں اور سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ گویا وہ کوئی دوسرے لوگ ہیں جن سے اقبال کو شکایت ہے۔ فَیَا لِلْعَجَب!

شاعری سے جو اقبال کا مقصود ہے اس کو ایک شاعر ہی نے یوں ادا کیا ہے:

کہا اقبال سے اک ہم نشیں نے
سخن تیرا شرابِ آتشیں ہے
کچھ اس انداز سے گرما دیے دل
کہ اب تسکین ممکن ہی نہیں ہے
حرارت ہے ترے سوزِ نوا کی
کہ بجلی سی دلوں میں جاگزیں ہے
کلامِ شاعرانِ پروردۂ عصر
مگر تیرا سخن عصر آفریں ہے
اثر میں ہے یہ صورِ محشر انگیز
کشش میں نغمۂ خلدِ بریں ہے
بدل ڈالا مذاق اس نے ہمارا
دل اب طرزِ کہن پر نکتہ چیں ہے
ترے اشعار پڑھ کر اب نظر میں
کسی کی شاعری جچتی نہیں ہے
یہ سن کر حضرتِ اقبال بولے
فقط لطفِ سخن کافی نہیں ہے
زمینِ شعر ہی میں گم نہ ہو جا
فلک وہ ڈھونڈ جس کی یہ زمیں ہے

Marfat.com

مرے فکرِ فلک پیما کی پرواز
ادب پروردۂ روح الامینؑ ہے
فروغِ عشق و سوزِ آرزو سے
سخن میرا تب و تاب آفریں ہے
مگر میرے سخن کی روشنی بھی
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے
تری نظروں میں ہیں میری تصانیف
مری نظروں میں قرآنِ مبیں ہے
گزر جا تو مری بزمِ سخن سے
رہِ قرآں میں گامِ اولیں ہے
جو تو اِس طرح قرآں تک پہنچ جائے
تو حاصل دولتِ دنیا و دیں ہے
محیطِ کائناتِ دل ہے قرآں
نظر کی آخری منزل ہے قرآں

بہر حال اِقبال باوجود زمانۂ حال کے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے مذہب کی تصدیق کرنے والوں میں تھے اور بے شک اُن کو اس جماعت کی امامت کا مرتبہ حاصل تھا۔ اِس لیے اگر یہ جماعت "قرآنی" نہیں بنی اور "خدائی راج" کا قیام اِس کا مقصدِ زندگی نہیں ہوا تو سبب دریافت کرنا چاہیے، اس کمی کو پورا کرنا چاہیے اور ...

ہی کے مشورے پر عمل کرنا چاہیے یعنی ؎

نوا را تیز تر میزن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تلخ تر میخواں چو محمل را گراں بینی

ابو محمد مصلح

Marfat.com

حصۂ نثر

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ

ڈاکٹر اقبال کے معرکۃ الآرا خُطبات ایک شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں فلسفہ و علمِ کلام کے اہم مسائل سے بحث کی گئی ہے اور عصرِ حاضر کی بے ربط و منتشر زندگی میں حقائقِ زندگی کو اسلام کے صحیح معیار کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔ ایک جرمن فاضل کی رائے ہے کہ :

> "تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ عصرِ نو کا سب سے زیادہ تعجّب خیز مظہر ہے۔"

اس کتاب کی خصوصیات کا تعلّق اِسلام، فلسفہ اور مذہب سے ہے اور غالباً یہ پہلا نظام ہے جو خالصتہً قرآنِ پاک کے فلسفۂ الٰہیات کے مطابق ہے۔ اِس کا ثبوت یہ ہے کہ اِقبال نے محسوسات و مدرکاتِ اِنسانی کی جہاں تصریح کی ہے۔ قرآنِ مجید ہی کی پاکیزہ تعلیم کی اتّباع میں کی

Marfat.com

ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں :

"ہمارے ذہن اور خارجی محسوسات مسلسل ایک ہی حقیقت کے مختلف آیات ہیں جو اوّل و آخر بھی ہے اور ظاہر و باطن بھی۔"

یہ هُوَ الْاَوَّلُ، هُوَ الْاٰخِرُ، هُوَ الظَّاهِرُ، هُوَ الْبَاطِنُ سے کیسا اچھّا اقتباسِ نور ہے۔

ایک دوسری جگہ الٰہیاتِ اسلامیہ پر تنقیدی نظر ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں :

"عُلمائے اسلام نے قرآنِ پاک کا مطالعہ بھی فلسفۂ یُونان ہی کی روشنی میں کیا مگر یہ بات کہ تعلیماتِ قرآن کی رُوح یونانیت کے سرتاسر خلاف ہے۔ اُن کو کہیں دوسو سال کے بعد معلُوم ہُوئی وہ بھی پُورے طور پر نہیں۔ الغرض اِسی انکشاف کا نتیجہ تھا کہ فلسفۂ یُونان کے خِلاف ردِّ عمل شروع ہُوا۔ جس کی اہمیت کا اندازہ آج تک نہ ہو سکا۔ یہ کچھ اس بغاوت اور کچھ غزالی کے ذاتی حالات کا تقاضا تھا کہ امام موصوف نے مذہب کی بِنا فلسفیانہ تشکیل پر رکھی۔ حالانکہ اُن کا یہ خیال کلیۃً قرآنِ پاک کی تعلیمات کے نہ تو مطابق ہے اور نہ اِس کو مذہب کی کوئی مضبوط اور پائیدار اساس قرار دینا ممکن ہے۔"

Marfat.com

اسرارِ خودی کے متعلق

ڈاکٹر نِکلسن کے نام ایک خط

"اسرارِ خودی" کا ترجمہ انگریزی زبان میں ڈاکٹر نِکلسن نے کیا ہے۔ ڈاکٹر
[اق]بال اُن کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

"میرا دعویٰ ہے کہ "اسرار" کا فلسفہ مُسلمان صُوفیا
اور حکما کے افکار و مشاہدات سے ماخوذ ہے اور تو اور
وقت کے متعلق برگساں کا عقیدہ بھی ہمارے صُوفیوں کے لیے
کوئی نئی چیز نہیں۔ قرآن آلٰہیات کی کتاب نہیں بلکہ اس میں
اِنسان کے معاش و معاد کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے پُوری
قطعیت سے کہا گیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان کا تعلق اِلٰہیات
ہی کے مسائل سے ہے۔

عصرِ نَو کا ایک مُسلمان اہلِ علم جب ان مسائل کو جن کا

مبدأ اور سرچشمہ قرآن ہے۔ مذہبی تجربات اور افکار کی روشنی میں بیان کرتا ہے تو اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ جدید افکار کو قدیم لباس میں پیش کیا جا رہا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ قدیم حقائق کو جدید افکار کی روشنی میں بیان کیا جا رہا ہے

بدقسمتی سے اہلِ مغرب اسلامی فلسفے کی تعلیم سے ناآشنائے محض ہیں۔ اے کاش! مجھے اِس قدر فرصت ہوتی کہ میں اِس موضوع پر ایک مبسوط کتاب لکھ کر مغربی فلسفیوں کو اِس حقیقت سے روشناس کر دیتا کہ دُنیا کی مختلف قوموں کے فلسفیانہ خیالات ایک دوسرے سے کس قدر ملتے جُلتے ہیں۔"

Marfat.com

پیامِ مشرق کا دیباچہ

"پیامِ مشرق" جو شاعرِ المانوی گوئٹے کے دیوان کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اقبال اس کے دیباچہ میں اپنا خیال یوں ظاہر کرتے ہیں :

"مشرق اور بالخصوص اسلامی مشرق نے صدیوں کی مسلسل نیند کے بعد آنکھ کھولی ہے مگر اقوامِ مشرق کو یہ محسوس کر لینا چاہیے کہ زندگی اپنے حوالی میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں کر سکتی جب تک کہ پہلے اُس کی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب نہ ہو اور کوئی نئی دُنیا خارجی وجود اختیار نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کا وجود پہلے انسانوں کے ضمیر میں متشکّل نہ ہو۔

فطرت کا یہ اٹل قانون جس کو قرآن نے :

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

Marfat.com

کے سادہ اور بلیغ الفاظ میں بیان کیا ہے۔ زندگی کے فردی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے اور مَیں نے اپنی فارسی تصانیف میں اِس صداقت کو پیشِ نظر رکھنے کی کوشش کی ہے۔"

Marfat.com

ختمِ نبوّت اور قادیانیّت

"ختم نبوت اور قادیانیّت" ڈاکٹر اقبال کا ایک چھوٹا سا رسالہ ہے
پنڈت جواہر لال نہرو کے "شاطرانہ" مغالطوں کو دُور کرنے کے لیے
ھا گیا ہے۔ یہ قادیانیّت پر ایک ضربِ کاری ہے۔

(۱)

قادیانیت کی رُوح پر غور کرنے کے سلسلے میں اقبال کہتے ہیں :

"مولوی منظور الٰہی نے بانی احمدیت کے الہامات کا جو مجمُوعہ شائع کیا ہے۔ اس میں نفسیاتی تحقیق کے لیے متنوّع اور مختلف مواد موجُود ہے۔ میری رائے میں یہ کتاب بانیٔ احمدیت کی سیرت اور شخصیت کی کُنجی ہے اور مجھے اُمید ہے کہ کسی دِن نفسیاتِ جدید کا کوئی متعلم اس کا سنجیدگی سے مطالعہ کرے گا اگر وہ قرآن کو اپنا معیار قرار دے (اور چند وجُوہ

سے اس کو ایسا ہی کرنا پڑے گا جن کی تشریح یہاں نہیں کی جا سکتی) اور اپنے مطالعہ کو بانیٔ احمدیت اور اس کے ہم عصر غیر مسلم صوفیاء جیسے رام کرشنا بنگالی کے تجربوں تک پھیلائے تو اس کو اس تجربہ کی اصل ماہیت کے متعلق بڑی حیرت ہو گی، جس کی بنا پر بانیٔ احمدیت نبوّت کا دعویدار ہے۔"

(۲)

"کیا اِسلام میں خلافت کا تصوّر ایک مذہبی ادارے کو مستلزم ہے؟ مُسلمانانِ ہند اور وہ مُسلمان جو ترکی سلطنت سے باہر ہیں۔ ترکی خلافت سے کیا تعلّق رکھتے ہیں؟ ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالسّلام؟ اِسلام میں نظریۂ جہاد کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ قرآن کی ایک آیت میں لفظ "تم میں سے"[1] کے کیا معنی ہیں؟ خُدا، رسُول اور اولی الامر کی اطاعت کا کیا مفہوم ہے؟ احادیث سے آمدِ مہدی کی جو پیشین گوئی کی جاتی ہے اُس کی نوعیّت کیا ہے؟ یہ اور اسی قسم کے دوسرے سوالات جو بعد میں پیدا ہُوئے اُن کا تعلّق بداہتہً صرف مسلمانانِ ہند سے تھا۔ اس کے علاوہ مغربی شہنشاہیّت کو بھی جو اس وقت اسلامی دُنیا میں سُرعت کے ساتھ تسلّط حاصل کر رہی تھی اِن سوالات سے گہری

---

[1] وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ

دل چسپی تھی۔ اِن سوالات سے جو مناقشات پیدا ہُوئے وُہ اِسلامی ہند کی تاریخ کا ایک باب ہیں۔ یہ حکایت دراز ہے اور ایک طاقتور قلم کی مُنتظر۔"

(۳)

"مُسلمان اربابِ سیاست جن کی آنکھیں واقعات پر جمی ہُوئی تھیں۔ عُلماء کے ایک طبقہ کو اس بات پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ وہ دینیاتی استدلال کا ایسا طریقہ اختیار کریں جو صُورتِ حال کے مناسب ہو لیکن محض منطق سے ایسے عقائد پر فتح پانا آسان نہ تھا جو صدیوں سے مسلمانانِ ہند کے قلوب پر حکمران تھے۔ ایسے حالات میں منطق یا تو سیاسی مصلحت کی بنیاد پر آگے بڑھ سکتی ہے یا قرآن و حدیث کی نئی تفسیر کے ذریعہ ———— ہر دو صورتوں میں استدلال عوام کو متاثر کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ مُسلمان عوام کو جن میں مذہبی جذبہ بہت شدید ہے صرف ایک ہی چیز قطعی طور پر متاثر کر سکتی ہے اور وہ ربّانی سند ہے"

(۴)

"اِسلام کی رُوح مادے کے قُرب سے نہیں ڈرتی۔ قرآن کا ارشاد ہے کہ "تُمہارا دُنیا میں جو حصّہ ہے اس کو نہ بھُولو"۔ ایک غیر مُسلم کے لیے اس کا سمجھنا دشوار ہے"۔

(۵)

"قرآن کا ترکی زبان میں پڑھا جانا تاریخِ اسلام میں

کوئی نئی بات نہیں - اس کی چند مثالیں موجود ہیں۔ ذاتی طور پر میں اس کو فکر و نظر کی ایک سنگین غلطی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ عربی زبان و ادب کا متعلّم اچھی طرح جانتا ہے کہ غیر عربی زبانوں میں کسی زبان کا مستقبل ہے تو وہ عربی ہے۔ بہرحال اب اطلاعیں آرہی ہیں کہ ترکوں نے ملکی زبان میں قرآن کا پڑھنا ترک کر دیا ہے۔"

(۶)

"تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام نے معاشری اصلاح کو زیادہ تر اس امر پر مبنی رکھا کہ بتدریج نسلی عصبیت کو مٹایا جائے اور ایسا راستہ اختیار کیا جائے جہاں تصادم کا کم سے کم امکان ہو۔ قرآن کا ارشاد ہے کہ:

ہم نے تم کو قبائل میں اس لیے پیدا کیا ہے کہ تم پہچانے جا سکو، لیکن تم میں سے وہی شخص خُدا کی نظر میں بہترین ہے جس کی زندگی پاک ہے ــــــــ"

(۷)

"اس سیدھے سادے مذہب کی تعقلی ہیئت ترکیبی رفتارِ زمانہ سے ایک تعلق رکھتی ہے۔ اس تعلق کی گہرائی قرآن کی چند آیتوں کی روشنی میں سمجھ میں آسکتی ہے۔"

Marfat.com

حصّہ نظم

اسرارِ خودی

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِقبالؔ کا قلب عشقِ رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آشنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ گرامی کا خیال ذہن میں آیا اور آنکھیں گوہرِ اشک نثار کرنے لگیں۔ ذکرِ حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھتے وقت قلم رقص کرنے لگتا ہے تو رُوح وجد میں آجاتی ہے۔ تاجدارِ کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدح و ثنا کے ساتھ ساتھ اِسلامی تعلیمات یا اُمّ الکتاب کی تفسیر اِس طرح پیش کی جاتی ہے کہ تابع سے متبوُع کی تمیز مشکل ہو جاتی ہے —— دیکھیے لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کے انمول جواہر کو محبّتِ رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کس قدر ڈوب کر خاتمِ نظم میں مُرصّع کرتے ہیں:

در دلِ مُسلم مقامِ مُصطفےٰؐ است

Marfat.com

آبروئے مازِ نامِ مصطفیٰؐ است

طُورِ موجے از غبارِ خانہ اش

کعبہ را بیتُ الحرم کاشانہ اش

کمتر از آنے زِ اوقاتش ابد

کاسبِ افزائش از ذاتش ابد

بوریا ممنونِ خوابِ راحتش

تاجِ کسریٰ زیرِ پائے اُمتش

در شبستانِ حرا خلوت گزید

قوم و آئین و حکومت آفرید

ماند شبہا چشمِ او محرومِ نوم

تا بہ تختِ خسروی خوابید قوم

وقتِ ہیجا تیغِ او آہن گداز

دیدۂ او اشکبار اندر نماز

در دُعائے نصرت آمیں تیغِ او

قاطعِ نسلِ سلاطیں تیغِ او

در جہاں آئینِ نَو آغاز کرد

مسندِ اقوامِ پیشیں در نورد

از کلیدِ دیں درِ دُنیا کُشاد

Marfat.com

ہمچو او بطنِ امِ گیتی نزاد
در نگاہِ اُو یکے بالا و پست

با غلامِ خویش بر یک خواں نشست
در مصافے پیشِ آں گردوں سریر

دخترِ سردارِ طے آمد اسیر
پائے در زنجیر و ہم بے پردہ بود

گردن از شرم و حیا خم کردہ بُود
دخترک را چُوں نبیؐ بے پردہ دید

چادرِ خود پیشِ رُوئے او کشید
ما ازاں خاتونِ طے عُریاں تریم

پیشِ اقوامِ جہاں بے چادریم
روزِ محشر اعتبارِ ماست او

در جہاں ہم پردہ دارِ ماست اُو
لُطف و قہرِ او سراپا رحمتے

آں بیاراں ایں باعدا رحمتے
آنکہ بر اعدا درِ رحمت کشاد

مکّہ را پیغامِ لَا تَثْرِیبَ داد

Marfat.com

گئی ہُوئی خلافت کیونکر ہاتھ آسکتی ہے ۔ مسلمان خلیفۃ الارض کا کھویا ہُوا منصب پھر کس طرح حاصل کر سکتے ہیں ۔ اس کے لیے صرف اُسوۂ رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی رہنما بن سکتا ہے ۔ دِل کے مقدّس حرا میں خلوت گزینی اختیار کرنی چاہیے ۔ ترکِ خُودی کے ساتھ ساتھ حق کی طرف ہجرت لازمی ہے ۔ نیز ہوس کے لات وعزّٰی کو سرنگوں ہی نہیں بلکہ پاش پاش کرنا پڑے گا ۔ کہتے ہیں ؎

لشکرے پیدا کُن از سُلطانِ عشق
جلوہ گر شو بر سرِ فارانِ عشق

اُوپر کی شرط پُوری ہو تو نتیجۃً مشروطِ ذیل کا حصُول یقینی ہے ؎

تا خدائے کعبہ بنوازد ترا
شرحِ اِنّیِ جَاعِلٌ سازد ترا

انحطاط کا نام تہذیب نہیں ہے ۔ اِس ضمن میں شیر و گوسفند کا قِصّہ بیان کیا گیا ہے ، اور قومِ کَذّابٌ اَشِرّ اور یَوْمَ نَحْسٌ مُسْتَمِرّ کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ قرآنی جہاد پر کچھ گوسفند نُما انسانوں نے اعتراض پیش کیے اور کچھ بزدلوں نے جو اپنے آپ کو قرآنِ مُبارک کا علمبردار سمجھتے تھے ، لایعنی تاویلات سے کام لیا حتیٰ کہ حزب اللہ کے افراد جیسے شیر دِلوں کی جماعت کو

گوسفندی کا سبق دیا۔ انجام کار شیرِ بیدار میش کے افسونِ وعظ سے غفلت کی نیند سو گیا اور دینِ گوسفندی اختیار کر کے اپنے اِس انحطاط کو تہذیب سے تعبیر کرنے لگا۔ شیر و گوسفند کا یہ قصہ مسلمانوں کے حالات کا آئینہ دار ہے جو ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

کی اچھی مثال ہے۔

گوسفندِ زیرک نے اپنی کمزور قوم کو شیرِ قوی سے بچانے کے لیے حیلے تراشے کیونکہ ؎

شیرِ نر را میش کردن ممکن است
غافلش از خویش کردن ممکن است

گوسفند اب ؎

صاحبِ آوازۂ الہام گشت
واعظِ شیرانِ خوں آشام گشت

اور ؎

نعرہ زد اے قومِ کَذَّابٌ اَشِرّ
بے خبر از یَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرّ

اِقبال کے فلسفہ کے مطابق تربیتِ خودی کے ساتھ تین مرحلے

Marfat.com

ہیں۔ اطاعت، ضبطِ نفس اور نیابتِ الٰہی۔

مرحلۂ اطاعت سے مراد پابندیٔ فرائض ہے۔ اس سلسلے میں اُشتر کی مثال پیش کی گئی ہے اور کہا گیا ہے ؎

تو ہم از بارِ فرائض سر متاب
برخوری از عِندَہٗ حُسنُ المآب

مرحلۂ ضبطِ نفس کے لیے بھی قرآن ہی سے مثالیں لی گئی ہیں اور حضرت ابراہیم خلیلؑ اور حضرت اسمٰعیل ذبیحؑ کے اُسوۂ حسنہ کو پیش کیا گیا ہے اور اسی سلسلے میں ارکانِ پنجگانہ کی فلسفی بیان کی گئی ہے۔ کہتے ہیں:

ہر کہ در اقلیم لا آباد شُد
فارغ از بندِ زن و اولاد شُد
می کند از ما سوائے قطعِ نظر
می نہد ساطور بر حلقِ پسر

پھر نماز کا مرتبہ اور فوائد بیان کرتے ہیں:

لَا اِلٰہ باشد صدف، گوہر نماز
قلبِ مُسلم را حِج اصغر نماز
در کفِ مُسلم مثالِ خنجر است
قاتلِ فحشاءُ بغی و مُنکر است

Marfat.com

اور روزہ کے لیے ہے ؎

روزہ بر جوع و عطش شب خوں زند
خیبرِ تن پروری را بشکند

اور حج :

مومناں را فطرت افروز است حج
ہجرت آموز و وطن سوز است حج

طاعتے سرمایۂ جمعیتے !
ربطِ اوراقِ کتابِ ملتے

زکوٰۃ کے فائدے یہ ہیں :

حُبِّ دولت را فنا سازد زکوٰۃ
ہم مساوات آشنا سازد زکوٰۃ
دِل ز حَتّٰی تُنفِقُوا محکم کند
زر فزاید، اُلفتِ زر کم کند
ایں ہمہ اسبابِ استحکامِ تُست
پختہ و محکم اگر اسلامِ تست
اہلِ قوت شوز وردِ "یا قوی"
تا سوارِ اُشترِ خاکی شوی

نیابتِ الٰہی کیا چیز ہے، نائبِ حق کون ہوتا ہے اور کس طرح

Marfat.com

ہوتا ہے اور پھر اس کا حاصل کیا کیا ہے :

گر شُتر بانی ، جہانبانی کُنی
زیبِ سر، تاجِ سلیمانی کُنی

تا جہاں باشد ، جہاں آرا شوی
تاجدارِ مُلکِ لایبلیٰ شوی

نائبِ حق در جہاں بودن خوش است
بر عناصر حکمراں بُودن خوش است

نائبِ حق ہمچو جانِ عالم است
ہستیٔ او ظلِّ اسمِ اعظم است

نوعِ انساں را "بشیر" و ہم "نذیر"
ہم سپاہی، ہم سپہ گر، ہم امیر

مدّعائے عَلَّمَ الْاَسْمَآء ستی
سرِّ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی ستی

خشک سازد ہیبتِ او نیل را
می برد از مصر اسرائیل را

مقصدِ حیاتِ مُسلم اعلائے کلمۃ اللہ اور اس کا واحد ذریعہ جہادِ فی سبیل اللہ ہے ۔ مُسلمانوں کو اِسی رنگ میں رنگین ہونے کے لیے کہا جارہا ہے ؎

Marfat.com

قلب را از صِبغۃُ اللہ رنگ دہ
عشق را ناموسِ نام و ننگ دہ

کیونکہ مُسلم ؎

خیمہ در میدانِ اِلّا اللہ زدست
درجہاں شاھد علی الناس آمدست

مردِ مُسلماں کا علم صرف سوزِ دل سے کمال کو پہنچتا ہے :

علمِ مُسلم کامل از سوزِ دل است
معنیٔ اسلام ترکِ آفل است
چُوں ز بندِ آفل ابراھیم رست
درمیانِ شُعلہ ہا نیکو نشست

قومِ مُسلم کو وحدتِ گم گشتہ کی طرف بازگشت کی دعوت دی جاتی ہے ؎

شُد پریشاں برگِ گُل چُوں بوئے خویش
اے ز خود رم کردہ باز آ سوئے خویش
اے امینِ حکمتِ اُمّ الکتاب
وحدتِ گم گشتۂ خُود باز یاب

حرفِ اِقْرَاْ حق بما تعلیم کرد
رزقِ خویش از دستِ ما تقسیم کرد

ذاتِ ما آئینۂ ذاتِ حق است
ہستیٔ مُسلم ز آیاتِ حق است

آیتے بنما، ز آیاتِ مُبیں
تا شود اَعناقِ اَعدا خاضعیں

لہ اِنْ نَّشَاءْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا
خَاضِعِيْنَ ط

Marfat.com

رموزِ بیخودی

Marfat.com

Marfat.com

ملّتِ اسلامیّہ کے ارکانِ اساسی کا رُکنِ اوّل توحید ہے

ہم مُسلمان اولادِ خلیلؑ ہیں اور یہ سبق خَلَف ہو کر انہیں سے لینا ہے، علّامہ اقبالؒ اس رمز کو خود اچھی طرح سمجھے ہیں اور مسلمانوں کو بھی پھر اسی مرکز پر لانے اور اسی محور پر گردش کرنے کے لیے کہتے ہیں:

در جہانِ کیف و کم گردید عقل
پَے بہ منزل بُرد از توحید عقل
ورنہ ایں بے چارہ را منزل کجاست
کشتیِ ادراک را ساحل کجاست
اہلِ حق را رمزِ توحید ازبر است
در آتِی الرَّحمٰن عَبدًا مضمر است

Marfat.com

ما مسلمانیم و اولادِ خلیلؑ
از ابیکمؐ گیر اگر خواہی دلیل

توحید ہر مرض کی دوا ہے۔ یاس و حزن وغیرہ کا ازالہ بھی اسی سے
ہوتا ہے۔ نا اُمیدی سامانِ مرگ ہے اور اُمید زندگی ہے

مرگ را ساماں زقطعِ آرزوست
زندگانی محکم از لَا تَقْنَطُوا ست

اے کہ در زندانِ غم باشی اسیر
از نبیؐ تعلیم لَا تَحْزَنْ بگیر

قوتِ ایماں حیات افزایدت
وِردِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ بایدت
چوں کلیمؑ سوئے فرعونے رود
قلبِ او از لَا تَخَفْ محکم شود

ملتِ اسلامیہ کا رُکنِ دوم **رسالت** ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے اُسوۂ حسنہ کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

تارکِ آفل براہیمؑ خلیل
انبیاؑ را نقشِ پائے او دلیل

آں خدائے لَمْ یَزَلْ را آیتے
داشت در دل آرزوئے ملّتے
جُوئے اشک از چشمِ بیخوابش چکید
تا پیامِ طٰہٰ بَیتِی شنید
بہرِ ما ویرانہ آباد کرد
طائفاں را خانہ بنیاد کرد
تا نہال تُبْ عَلَیْنَا غنچہ بست
صُورتِ کارِ بہارِ ما نشست
حق تعالیٰ پیکرِ ما آفرید
وز رسالت در تنِ ما جاں دمید
حرفِ بے صوت اندریں عالم بُدیم
از رسالت مصرعِ موزوں شُدیم
از رسالت در جہاں تکوینِ ما
از رسالت دینِ ما آئینِ ما
از رسالت صد ہزارِ ما یک است
جزوِ او از جزوِ ما لاینفک است
آں کہ شانِ اوست یَھْدِیْ مَنْ یُّرِیْد
از رسالت حلقہ گردِ ما کشید

Marfat.com

مقصودِ رسالتِ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

مُرسلان و انبیا آبائے او
اَکرَم او نزد حق اتقائے او
کُلُّ مُؤمِنٌ اِخْوَۃٌ اندر دلش
حرّیت سرمایۂ آب و گلش
ناشکیبِ امتیازات آمدہ
در نہادِ او مُساوات آمدہ
ہمچو سرو آزاد فرزندانِ او
پختہ از قَالُوا بَلٰی پیمانِ او
سجدۂ حق گل بسیمایش زدہ
ماہ و انجم بوسہ برپایش زدہ

مساواتِ اسلامیہ کی مثال میں سلطان مُراد اور معمار کی حکایت آویزۂ گوش بنانے کے لائق ہے:

بود معمارے ز اقلیمِ خجند
در فنِ تعمیر نامِ او بلند
ساخت آں صنعت گرِ فرہاد زاد
مسجدے از حکمِ سُلطانِ مراد
خوش نیامد شاہ را تعمیرِ او

Marfat.com

خشمگیں گردید از تقصیرِ او
آتشِ سوزندہ از چشمش چکید

دستِ آں بیچارہ از خنجر برید
جوئے خوں از ساعدِ معمار رفت

پیشِ قاضی ناتوان وزار رفت
آں ہنر مندے کہ دستش سنگ سفت

داستانِ جورِ سلطاں باز گفت
گفت اے پیغامِ حق گفتارِ تو

حفظِ آئینِ محمد ﷺ کارِ تو
سفتہ گوشِ سطوتِ شاہاں نیم

قطع کُن از روئے قرآں دعویم
قاضیِ عادل بدنداں خستہ لب

کرد شہ را در حضورِ خود طلب
رنگِ شہ از ہیبتِ قرآں پرید

پیشِ قاضی چُوں خطا کاراں رسید
از خجالت دیدہ بر پا دوختہ

عارضِ او لالہ ہا اندوختہ
یک طرف فریادئے دعوای گرے

یک طرف شاہنشہِ گردوں فرے

Marfat.com

گفت شہ از کردہ خجلت بُردہ ام
اعتراف از جرمِ خود آوردہ ام
گفت قاضی فِی القِصَاص آمد حیٰوۃ
زندگی گیرد بایں قانوں ثبات
عبدِ مسلم کمتر از احرار نیست
خونِ شہ رنگیں تر از معمار نیست
چُوں مراد ایں آیۂ محکم شنید
دستِ خویش از آستیں بیروں کشید
مدّعی راتابِ خاموشی نماند
آیۂ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَان خواند
گفت از بہرِ خدا بخشیدمش
از برائے مصطفےٰ بخشیدمش
یافت مورے بر سلیمانی ظفر
سطوتِ آئینِ پیغمبر نگر
پیشِ قرآں بندہ و مولا یکے است
بوریا و مسندِ دیبا یکے است

"رمزِ قرآں از حسینؓ آموختیم" ایک مصرعہ نہیں ایک کتاب ہے
سرِ حادثہ کربلا اور حُریّت اسلامیہ جسم و جان کی حیثیت رکھتے ہیں اور حق

Marfat.com

زندگی قوّتِ شبیری سے ہی ممکن ہے:

آں شنیدستی کہ ہنگامِ نبرد
عشق با عقلِ ہوس پرور چہ کرد

آں امامِ عاشقاں، پورِ بتولؓ
سروِ آزادے، ز بستانِ رسولؐ

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنئ ذبحِ عظیم آمد پسر

بہر آں شہزادۂ خیر الملل
دوشِ ختم المرسلیںؐ نعم الجمل

سرخ رو عشقِ غیور از خونِ اُو
شوخئ ایں مصرع از مضمونِ او

درمیانِ امّت آں کیواں جناب
ہمچو حرفِ قُل ھُوَ اللہ در کتاب

موسیٰؑ و فرعون و شبیرؓ و یزید
ایں دو قوّت از حیات آید پدید

زندہ حق از قوّتِ شبیری است
باطل آخر داغِ حسرت میری است

چوں خلافت رشتہ از قرآں گسیخت
حرّیت را زہر اندر کام ریخت

خاست آں سر جلوۂ خیر الامم
چوں سحابِ قبلہ باراں در قدم
بر زمینِ کربلا بارید و رفت
لالہ در ویرانہ ہا کارید و رفت
تا قیامت قطعِ استبداد کرد
موجِ خونِ او چمن ایجاد کرد
بہرِ حق در خاک و خوں غلطیدہ است
پس بنائے لا اِلٰہ گردیدہ است
مدّعایش سلطنت بودے اگر
خود نکردے با چنیں ساماں سفر
دشمناں چوں ریگِ صحرا لاتُعد
دوستانِ او بہ یزداں[۷۲] ہم عدد
سرِ ابراہیمؑ و اسمعیلؑ بود
یعنی آں اجمال را تفصیل بود
عزمِ اُو چوں کوہساراں استوار
پایدار و تند سیر و کامگار
تیغ بہرِ عزّتِ دین است و بس
مقصدِ او حفظِ آئین است و بس
ما سوی اللہ را مُسلماں بندہ نیست

پیشِ فرعونے سرش افگندنیست

خونِ او تفسیرِ ایں اسرار کرد
ملّتِ خوابیدہ را بیدار کرد

تیغِ لا چُوں ازمیاں بیروں کشید
از رگِ اربابِ باطل خُوں کشید

نقشِ اِلّا اللہ برصحرا نوشت
سطرِ عنوانِ نجاتِ ما نوشت

رمزِ قرآں از حُسینؓ آموختیم
ز آتشِ او شعلہ ہا اندوختیم

شوکتِ شام و فرِ بغداد رفت
سطوتِ غرناطہ ہم از یاد رفت

تارِ ما از زخمہ اش لرزاں ہنوز
تازہ از تکبیرِ او ایماں ہنوز

اے صبا اے پیکِ دور افتادگاں
اشکِ ما بر خاکِ پاکِ اُو رساں

مُسلمانوں کی مغلوبیت سے فائدہ اُٹھا کر جہاں ان پر بیسیوں قسم کے حملے ہوئے وہاں ہجرت کے بارے میں بھی عصرِ نو نے دھوکا کھایا ہے

Marfat.com

بلکہ دھوکا دہی میں مبتلا ہُوا ہے۔ اقبالؒ ہر مُسلمان کو اس فریب سے ہوشیار رہنے کی تاکید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مُسلم کا دِل کسی خاص اقلیم کے حدود کا پابند نہیں اور واقعۂ ہجرت تو اصل میں عقدۂ قومیت کا حل بھی ہے :

مُسلم استی دل باقلیمے مبند
گم مشو اندر جہانِ چون وچند
می نگنجد مُسلم اندر مرز و بُوم
در دِلِ اُو یاوہ گردد شام و روم
دل بدست آور کہ در پہنائے دِل
می شود گُم این سرائے آب و گِل
عقدۂ قومیّتِ مُسلم کشود
از وطن آقائے ما ہجرت نمود
حکمتش یک مِلّتِ گیتی نورد
بر اساسِ کلمہ تعمیر کرد
تا ز بخشش ہائے آں سلطانِ دیںؐ
مسجدِ ما شُد ہمہ روئے زمیں
آں کہ در قرآں خدا اورا ستود[1]
آں کہ حفظِ جانِ او موعود بُود

---

[1] وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط

Marfat.com

دشمناں بے دست و پا از ہیبتش
لرزہ برتن از شکوہِ فطرتش
پس چرا از مسکنِ آبا گریخت؟
تو گماں داری کہ از اعدا گریخت؟
قصہ گویاں حق ز ما پوشیدہ اند
معنیٔ ہجرت غلط فہمیدہ اند
ہجرت آئینِ حیاتِ مُسلم است
ایں ز اسبابِ ثباتِ مُسلم است
معنیٔ او از تنک آبی رم است
ترکِ شبنم بہرِ تسخیرِ یم است

چُوں صبا بارِ قبول از دوش گیر
گلشن اندر حلقۂ آغوش گیر
از فریبِ عصرِ نو ہشیار باش
رہ فتد اے راہرو ہشیار باش

آج قوم و وطن کی تفریق نے آفت ڈھا رکھی ہے۔ اقبالؒ سمجھاتے ہیں کہ وطن اساسِ ملت نہیں ہے۔ اِسلام کو اس سے دُور کا لگاؤ بھی نہیں۔ قرآن خدا کی کتاب ہے وہ اس کے برعکس تعلیم دیتی ہے۔ وطن پرستی جس نے

سکھلائی وہ کتاب الملوک ہے اس کا مشہور مصنف میکیاولی فلارنس یں پیدا ہوُا۔ اس کی یہ تصنیف پادشاہوں کے لیے محض اسی نظریے کی بنا شیطانی کتاب ثابت ہوئی۔ اس سے جو اَن گنت خرابیاں پھیلیں اِن سے چند یہ ہیں:

آں چناں قطعِ اخوّت کردہ اند
بر وطن تعمیرِ ملّت کردہ اند
تا وطن را شمعِ محفل ساختند
نوعِ انساں را قبائل ساختند
جنّتے جستند در بِئْسَ الْقَرَار[1]
تا اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَار
ایں شجر جنّت ز عالم بردہ است
تلخیٔ پیکار بار آوردہ است
مردمی اندر جہاں افسانہ شُد
آدمی از آدمی بیگانہ شُد
رُوح از تن رفت و ہفت اندام ماند
آدمیت گم شد و اقوام ماند
تا سیاست مسندِ مذہب گرفت

---

[1] اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ط

این شجر در گلشنِ مغرب گرفت
قصّهٔ دینِ مسیحائی فسرد
شعلهٔ شمعِ کلیسائی فسرد
اُسقُف از بے طاقتی درماندهٔ
مهره ہا از کف بروں افشاندهٔ
قومِ عیسیٰ بر کلیسا پا زده
نقدِ آئینِ چلیپا وا زده
دہریت چوں جامهٔ مذہب درید
مرسلے از حضرتِ شیطاں رسید
آں فلارنسادیٔ باطل پرست
سرمهٔ او دیدهٔ مردم شکست
نسخه بہرِ شہنشاہاں نوشت
در گِلِ ما دانهٔ پیکار کشت
فطرتِ او سوئے ظلمت برده رخت
حق ز تیغِ خامهٔ او لخت لخت
بُت گری مانندِ آذر پیشه اش
بست نقشِ تازهٔ اندیشه اش
مملکت را دین او معبود ساخت
فکرِ او مذموم را محمود ساخت

Marfat.com

بوسہ تا بر پائے ایں مسجود زد
نقدِ حق را بر عیارِ سود زد
باطل از تعلیم او بالیدہ است
حیلہ اندازی فنے گردیدہ است
طرحِ تدبیرِ زبوں فرجام ریخت
ایں خسک در جادۂ ایّام ریخت
شب بچشمِ اہلِ عالم چیدہ است
مصلحت تزویر را نامیدہ است

ملتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا دوام وعدۂ الٰہی ہے۔ اِس لیے یہ زمانی قیود کے ساتھ محدود نہیں:

مرگِ فرد از خشکیٔ رودِ حیات
مرگِ قوم از ترکِ مقصودِ حیات
گرچہ ملت ہم بمیرد مثلِ فرد
از اجل فرماں پذیرد مثلِ فرد
امّتِ مسلم ز آیاتِ خداست
اصلش از ہنگامہ قَالُوا بَلٰی ست
از اجل[1] ایں قوم بے پرواستے
استوار از نحن نزّلنا[2] ستے

[1]۔[2] حاشیہ برصفحہ (۷۱) ملاحظہ کیجیے۔

ذکر قائم از قیامِ ذاکر است
از دوامِ او دوامِ ذاکر است
تا خدا اَنْ یُّطْفِئُوا[۱] فرمودہ است
از فسردن این چراغ آسودہ است
اُمّتے در حق پرستی کاملے
اُمّتے محبوبِ ہر صاحب دلے
حق بروں آورد این تیغِ اصیل
از نیامِ آرزو ہائے خلیلؑ
تا صداقت زندہ گردد از دمش
غیرِ حق سوزد ز برقِ پیہمش
ما کہ توحیدِ خدا را حجّتیم
حافظِ رمزِ کتاب و حکمتیم

اُمّتِ محمّدیہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا آئینِ زندگی **قرآن** ہے اسلیے نظامِ ملّت بغیر کسی آئین کے صورت پذیر نہیں ہو سکتا۔ پھر جس قوم

حاشیہ صفحہ (۶۷) سے: ۱؎ وَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَجَلٌ ط ۲؎ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ ط

۱؎ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْکَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ

کا آئینِ زندگی قرآن جیسی اعلیٰ اور باقی کتاب ہو اس کی برتری اور اس کے دوام کا ثبوت بھی مہیا سمجھنا چاہیے۔ شرط یہ ہے کہ اس کا غلط استعمال نہ کیا جائے:

تو ہمی دانی کہ آئینِ تو چیست؟
زیرِ گردوں سرِّ تمکینِ تو چیست؟
آں کتابِ زندہ قرآنِ حکیم
حکمتِ اُو لایزال است و قدیم
نسخۂ اسرارِ تکوینِ حیات
بے ثبات از قوتش گیرد ثبات
حرفِ اُورا ریب[1] نے تبدیل[2] نے
آیہ اش شرمندۂ تاویل نے
پختہ تر سودائے خام از زورِ اُو
در فتد با سنگ جام از زورِ اُو
می برد پابند و آزاد آورد
صید بنداں را بفریاد آورد
نوعِ انساں را پیامِ آخریں
حاملِ او رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ[3]

---

[1] ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ [2] لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ
[3] وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ط

Marfat.com

ارج می گیرد ازو نا ارجمند
بندہ را از سجدہ سازد سربلند
رہزناں از حفظِ او رہبر شدند
از کتابے صاحبِ دفتر شُدند
دشت پیمایاں زتابِ یک چراغ
صد تجلّی از علُوم اندر دماغ
آنکہ دوشِ کوہ بارش بر نتافت
سطوتِ اُو زہرۂ گردوں شگافت
بنگر آں سرمایۂ آمالِ ما
گنجد اندر سینۂ اطفالِ ما
آں جگر تابِ بیابانِ کم آب
چشمِ او احمر ز سوزِ آفتاب
خوشتر از آہو رمِ جمّازہ اش
گرم چوں آتش دمِ جمّازہ اش
رختِ خواب افگندہ در زیرِ نخیل
صبحدم بیدار از بانگِ رحیل
دشت سیر از بام و در نا آشنا
ہرزہ گردد از حضر نا آشنا
تا دِلش از گرمی قرآں تپید

Marfat.com

موج بیتابش چو گوہر آرمید
خواند ز آیاتِ مبین او سبق
بندہ آمد خواجہ رفت از پیشِ حق
از جہانبانی نوازد سازِ او
مسندِ جم گشت پا اندازِ او
شہرہا از گردِ پایش ریختند
صد چمن از یک گلش انگیختند
اے گرفتارِ رسوم ایمانِ تو
شیوہ ہائے کافری زندانِ تو
قطع کردی امرِ خود را در زُبُر[1]
جادہ پیمائی اِلٰی شَیْءٍ نُکُر[2]
گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن
صوفیِ پشمینہ پوشِ حال مست
از شرابِ نغمۂ قوال مست
آتش از شعرِ عراقی در دلش
در نمی سازد بقرآں محفلش

---

[1] فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَھُمْ بَیْنَھُمْ زُبُرًا [2] یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ اِلٰی شَیْءٍ نُّکُرٍ

از کلاہ و بوریا تاج و سریر
فقرِ او از خانقاہاں باج گیر

واعظِ دستاں زنِ افسانہ بند
معنی او پست و حرفِ او بلند

از خطیب و دیلمی[1] گفتارِ او
با ضعیف و شاذ و مرسل[2] کارِ او

از تلاوت بر تو حق دارد کتاب
تو ازو کامے کہ می خواہی بیاب

دورِ انحطاط میں اجتہاد سے بہتر تقلید ہے۔ ہر شخص دین کا
[را]زدار نہیں بن سکتا۔ اختلافات سے باز آنا چاہیے اور حقیقی معنوں میں
[ص]رف اسلامی آئین یعنی قرآنِ حکیم کو پھر اختیار کرنا چاہیے:

ذوقِ جعفرؒ کاوشِ رازیؒ نماند
آبروئے ملّتِ تازی نماند

تنگ بر ما رہگذارِ دیں شُد است
ہر لئیمے رازدارِ دیں شُد است

اے کہ از اسرارِ دیں بیگانۂ

---

[1] مشاہیر [2] اقسامِ احادیث

بایک آئیں ساز اگر فرزانۂ

من شنیدستم ز نباضِ حیات
اختلافِ تست مقراضِ حیات

از یک آئینی مسلماں زندہ است
پیکرِ ملت ز قرآں زندہ است

ما ہمہ خاک و دلِ آگاہ اوست
اعتصامش کن کہ حبل اللہ اوست

چوں گہر در رشتۂ او سفتہ شو
ورنہ مانندِ غبار آشفتہ شو

قرآن ہی سب کچھ ہے۔ قرآن ہی سے سب کچھ ہُوا اور پھر قرآن سے ہی سب کچھ ہو سکتا ہے۔ قرآن کیا ہے خود قرآن سے پوچھو اور یاد رکھو کہ سیرتِ ملّیہ کی پختگی **آئینِ الٰہیّہ** یعنی قرآن سے وابستہ ہے:

در شریعت معنیٔ دیگر مجو
غیرِ ضو در باطنِ گوہر مجو

ایں گہر را خود خدا گوہر گر است
ظاہرش گوہر بطونش گوہر است

Marfat.com

ملّت از آئین حق گیرد نظام
از نظامِ محکمے خیزد دوام
قدرت اندر علمِ او پیداستے
ہم عصا و ہم یدِ بیضاستے
اے کہ باشی حکمتِ دیں را امیں
با تو گویم نکتۂ شرعِ مبیں

سرِّ ایں فرمانِ حق دانی کہ چیست
زیستن اندر خطرہا زندگیست
شارعِ آئین شناسِ خوب و زشت
بہرِ تو ایں نسخۂ قدرت نوشت

خستہ باشی استوارت می کند
پختہ مثلِ کوہسارت می کند
ہست دینِ مصطفےٰ دینِ حیات
شرعِ او تفسیرِ آئینِ حیات
گر زمینی آسماں سازد ترا
آنچہ حق می خواہد آں سازد ترا
صیقلش آئینہ سازد سنگ را

از دلِ آہن رباید زنگ را

امّتِ محمّدیہ صلی اللہ علیہ کا نصب العین **حفظ و نشرِ توحید** ہے۔ ظاہر ہے کہ پھر جو چیز نصب العین ہے وہ اسی درجہ لازمی اور ضروری بھی ہے یہ نصب العین جس حد تک مستحکم ہوگا۔ امّت کی بقا میں استحکام پایا جائے گا اور پھر یہی نصب العین ہے جس کے مُستحکم ہونے سے جمعیتِ حقیقی کا حصُول بھی ممکن ہے۔ اِقبال اس ضمن میں دیکھیے کس سوز کے ساتھ دلربایانہ انداز میں قرآن کی تعلیم عام اور لازمی کرنے پر اُبھارتے اور زور دیتے ہیں :

صد نوا داری چو خوں در تن رواں
خیز و مضرابے بہ تارِ او رساں
زانکہ در تکبیر رازِ بود تُست
حفظ و نشرِ لَا اِلٰہ مقصودِ تست
تا نہ خیزد بانگِ حق از عالمے
گر مُسلمانی نیاسائی دمے
می ندانی آیۂ اُمّ الکتابؔ[1]
امّتِ عادل ترا آمد خطاب

---

[1] وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

Marfat.com

آب وتابِ چشمۂ ایامِ تو
در جہاں شاہد علی الاقوام تو
نکتہ سنجاں را صلائے عام دِہ
از علومِ اُمّیئے پیغام دہ
اُمّیئے پاک از ہَوٰی[1] گفتارِ او
شرحِ رمزِ مَاغَوٰی[2] گفتارِ او

در جہاں وابستۂ دینش حیات
نیست ممکن جز بآئینش حیات
اے کہ می داری کتابش در بغل
تیز تر نہ پا بہ میدانِ عمل
فکرِ انساں بُت پرستے بت گرے
ہر زماں در جُستجوئے پیکرے
باز طرحِ آذری انداخت است
تازہ تر پروردگارے ساخت است
کاید از خوں ریختن اندر طرب
نامِ او رنگ است وہم ملک و نسب

---

[1] وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى [2] مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى

Marfat.com

آدمیت کشتہ شد چوں گوسفند
پیشِ پائے این بُتِ نا ارجمند
اے کہ خوردستی زمینائے خلیلؑ
گرمیٔ خونت ز صہبائے خلیلؑ
بر سرِ ایں باطلِ حق پیرہن
تیغِ لَامَوْجُوْدَ اِلّاھُوْ بزن
جلوہ در تاریکیٔ ایّام کُن
آنچہ بر تو کامل آمد عام کُن
لرزم از شرمِ تو چوں روزِ شمار
پُرسدت آں آبروئے روزگار
حرفِ حق از حضرتِ ما بردۂ
پس چرا با دیگراں نسپردۂ

علمِ اسمائ اعتبارِ آدم است
حکمتِ اشیا حصارِ آدم است

اسلام میں عورت کا درجہ کیا ہے۔ قرآن نے مؤمنات و صالحات کا مرتبہ کتنا بلند کیا ہے اور کس پہلو کے ساتھ اِس آبگینہ کو ٹھیس لگنے سے بچایا ہے۔ وہ سطحی نگاہ والوں کو نظر نہیں آسکتا چونکہ نوع کی بقا

Marfat.com

امومت سے ہے۔ اِس لیے قرآن نے اصل اِسلام **حفظ و احترامِ امومت** کو قرار دیا۔

پوششِ عریانیٔ مرداں زن است
حسنِ دلجو عشق را پیراہن است

مسلمے کورا پرستارے شمرد
بہرہ از حکمتِ قرآں نبرد

گفت آں مقصودِ حرفِ کُن فکاں
زیرِ پائے امہات آمد جناں

قوم را سرمایہ اے صاحب نظر
نیست از نقد و قماش و سیم و زر
مالِ او فرزند ہائے تندرست
تر دماغ و سخت کوش و چاق و چُست
حافظِ رمزِ اخوّتِ مادراں
قوّتِ قرآن و ملّت مادراں

عورت کا تعمیرِ ملّت میں بڑا حصّہ ہے اس لیے قرآن نے بھی خاص اعتنا برتی ہے۔ اہلِ بیت کی تطہیر ایک مبارک اشارہ ہے اور

Marfat.com

بے شبہ جگر گوشۂ رسولؐ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ امہات اسلامیہ کے لیے اُسوۂ کاملہ ہیں ۔ اگر اس کو پیشِ نظر رکھا جائے تو مستقبل کبھی تاریک نہ ہو کیونکہ آنے والی نسل حسینؓ کربلا کی اتباع میں ہر یزیدِ وقت کیلیے پیامِ مرگ ثابت ہو :

مریمؑ از یک نسبتِ عیسیٰؑ عزیز
از سہ نسبت حضرتِ زہراؓ عزیز
نورِ چشمِ رحمۃٌ للعالمیںؐ
آں امامِ اوّلین و آخریں
آں کہ جاں در پیکرِ گیتی دمید
روزگارِ تازہ آئیں آفرید
بانوے آں تاجدار ھَلْ اَتیٰ
مرتضےٰ ، مشکل کُشا ، شیرِ خدا
پادشاہ و کلبۂ ایوان اُو
یک حسام و یک زرہ سامانِ اُو
مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق
مادرِ آں کارواں سالارِ عشق
آں یکے شمعِ شبستانِ حرم
حافظِ جمعیّتِ خیر الامم
تا نشیند آتشِ پیکار و کیں

Marfat.com

پُشتِ پا زد بر سرِ تاج و نگیں

واں دِگر مولائے ابرارِ جہاں

قوّتِ بازوئے احرارِ جہاں

در نوائے زندگی سوز از حُسینؓ

اہلِ حق حرّیت آموز از حسینؓ

سیرتِ فرزند ہا از اُمّہات

جوہرِ صدق و صفا از اُمّہات

مزرعِ تسلیم را حاصل بتولؓ

مادراں را اسوۂ کامل بتولؓ

بہرِ محتاجے دِلش آں گونہ سوخت

با یہودی چادرِ خود را فروخت

نوری و ہم آتشی فرمانبرش

گم رضایش در رضائے شوہرش

آں ادب پروردۂ صبر و رضا

آسیا گردان و لب قرآں سرا

اِقبالؒ کے کلام میں اگر کسی پُوری سورۃ کی **تفسیر** ہے تو وہ سورۂ **اخلاص** ہے لہٰذا اس کو معیار قرار دے کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر وہ پُورے قرآنِ مجید کی تفسیر نظم میں پیش کرتے تو کیسی ہوتی۔ سورۂ اخلاص

Marfat.com

کی یہ تفسیر اس مثنوی کے مطالب کا خلاصہ بھی ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

من شبے صدیقؓ را دیدم بخواب
گُل ز خاکِ راہِ او چیدم بخواب
آں اَمَنَّ النّاس بر مولائے ما
آں کلیمِ اوّلِ سینائے ما
ہمّتِ او کشتِ مِلّت را چو ابر
ثانیِ اسلام و غار و بدر و قبر
گفتمش اے خاصۂ خاصانِ عشق
عشقِ تو سر مطلعِ دیوانِ عشق
پختہ از دستت اساسِ کارِ ما
چارۂ فرما پئے آزارِ ما
گفت تا کے در ہوس گیری اسیر
آب و تاب از سورۂ اخلاص گیر
اینکہ در صد سینہ پیچد یک نفس
سرّے از اسرارِ توحید است و بس
رنگِ اُو بر کن مثالِ او شوی
در جہاں عکسِ جمالِ او شوی

Marfat.com

آنکه نامِ تو مسلماں کردہ است
از دوئی سوئے یکے آوردہ است
خویشتن را ترک و افغاں خواندۂ
وائے بر تو آنچہ بودی ماندۂ
وارہاں نامیدہ را از نامہا
ساز با خُم در گذر از جامہا
اے کہ تو رسوائے نام افتادۂ
از درختِ خویش خام افتادۂ
با یکی ساز از دوئی بردار رخت
وحدتِ خود را مگرداں لخت لخت
اے پرستارِ یکے گر تو توئی
تا کجا باشی سبق خوانِ دوئی
تُو درِ خود را بخود پوشیدۂ
در دل آور آنچہ برلب چیدۂ
صد ملل از ملتے انگیختی
بر حصارِ خود شبیخوں ریختی
یک شو و توحید را مشہود کُن
غائبش را از عمل موجود کن
لذتِ ایماں فزاید در عمل

Marfat.com

مُردہ آں ایماں کہ ناید در عمل

اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝

گر بہ اَللّٰہُ الصَّمَد دل بستہٖ
از حدِ اسباب بیرُوں جستہٖ

بندۂ حق بندۂ اسباب نیست
زندگانی گردشِ دولاب نیست

مُسلم استی بے نیاز از غیر شو
اہلِ عالم را سراپا خیر شو

پیشِ منعم شکوۂ گردوں مکن
دستِ خویش از آستیں بیروں مکن

چُوں علیؓ درساز بانانِ شعیر
گردنِ مرحب شکن خیبر بگیر

منّت از اہلِ کرم بردن چرا
نشترِ لا و نعم خوردن چرا

رزقِ خود را از کفِ دوناں مگیر
یوسف استی خویش را ارزاں مگیر

گرچہ باشی مور و ہم بے بال و پر
حاجتے پیشِ سلیمانے مبر

Marfat.com

راہ دشوار است ساماں کم بگیر
در جہاں آزاد زی آزاد میر

سبحۂ اَقْلِلْ مِنَ الدُّنْیَا شمار
از تَعِشْ حُرًّا شوی سرمایہ دار

تا توانی کیمیا شو گل مشو
در جہاں منعم شو و سائل مشو

اے شناسائے مقامِ بُوعلیؒ
جرعۂ آرم ز جامِ بُوعلیؒ

"پشت پا زن تختِ کیکاؤس را
سر بدہ از کف مدہ ناموس را"

خود بخود گردد در میخانہ باز
بر تہی پیمانگانِ بے نیاز

قائدِ اسلامیاں ہاروں رشید
آنکہ نقفور آبِ تیغِ اُو چشید

گفت مالکؒ را کہ اے مولائے قوم
روشن از خاکِ درت سیمائے قوم

اے نوا پرداز گلزارِ حدیث
از تو خواہم درسِ اسرارِ حدیث

لعل تا کے پردہ بندد اندر یمن

Marfat.com

خیزد در دار الخلافت خیمہ زن
اے خوشا تابانیٔ روز عراق
اے خوشا حُسنِ نظر سوزِ عراق
می چکد آبِ خضر از تاک اُو
مرہمِ زخمِ مسیحا خاکِ اُو
گفت مالکؒ مصطفیٰؐ را چاکرم
نیست جز سودائے او اندر سرم
من کہ باشم بستۂ فتراکِ اُو
برنخیزم از حریمِ پاکِ اُو
زندہ از تقبیلِ خاکِ یثربم
خوش تر از روزِ عراق آمد شبم
عشق می گوید کہ فرمانم پذیر
پادشاہاں را بخدمت ہم مگیر
تو ہمی خواہی مرا آقا شوی
بندۂ آزاد را مولا شوی
بہرِ تعلیمِ تو آیم بر درت
خادمِ ملّت نہ گردد چاکرت
بہرہ خواہی اگر از علمِ دیں
درمیانِ حلقۂ درسم نشیں

Marfat.com

بی نیازی نازها دارد بسی
نازِ اُو اندازها دارد بسی

بی نیازی رنگِ حق پوشیدن است
رنگِ غیر از پیرهن شوئیدن است

علمِ غیر آموختی اندوختی
روئے خویش از غازه اش افروختی

ارجمندی از شعارش می بری
من ندانم تو توئی یا دیگری

از نمیش خاکِ تو خاموش گشت
وز گُل و ریحان تهی آغوش گشت

کشتِ خود از دستِ خود ویران مکن
از سحابش گدیهٔ باران مکن

عقلِ تو زنجیریٔ افکارِ غیر
در گلوے تو نفس از تارِ غیر

بر زبانت گفتگو ها مستعار
در دلِ تو آرزو ها مستعار

قمریانت را نواها خواسته
سروهایت را قباها خواسته

باده می گیری بجام از دیگران

جام ہم گیری بوام از دیگراں
آں نگاہش سرِّ مَازَاغَ الْبَصَرَ
سوئے قوم خویش باز آید اگر
می شناسد شمع اُو پروانہ را
نیک داند خویش و ہم بیگانہ را
لَسْتَ مِنِّیْ گویدت مولائے ما
وائے ما اے وائے ما اے وائے ما
زندگانی مثلِ انجم تا کجا
ہستیٔ خود در سحر گم تا کجا
ریوے از صبحِ دروغے خوردۂ
رخت از پہنائے گردوں بردۂ
آفتاب استی یکے در خود نگر
از نجوم دیگراں تابے مخر
بر دلِ خود نقش غیر انداختی
خاک بُردی کیمیا در باختی
تا کجا رخشی زِ تابِ دیگراں
سرسبک ساز از شرابِ دیگراں
تا کجا طوفِ چراغِ محفلے
ز آتشِ خود سوز اگر داری دلے

Marfat.com

چوں نظر در پردہ ہائے خویش باش
می پر و اما بجائے خویش باش
در جہاں مثلِ حباب اے ہوشمند
راہِ خلوت خانہ بر اغیار بند
فرد فرد آمد کہ خود را واشناخت
قوم قوم آمد کہ جز با خود نساخت
از پیامِ مصطفٰؐی آگاہ شو
فارغ از اربابِ دون اللہ شو

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ

قومِ تو از رنگ و خوں بالاتر است
قیمتِ یک اسودش صد احمر است
قطرۂ آبِ وضوئے قنبرے
در بہا برتر ز خونِ قیصرے
فارغ از اب و اُم و اعمام باش
ہمچو سلماں زادۂ اسلام باش
نکتہ اے ہمدمِ فرزانہ بیں
شہد را در خانہ ہائے لانہ بیں
قطرۂ از لالۂ حمرا استے

Marfat.com

قطعہ از نرگسِ شہلا

این نمی گوید کہ من از عبہرم
آں نمی گوید کہ من از نیلوفرم
ملّتِ ما شانِ ابراہیمی است
شہدِ ما ایمانِ ابراہیمی است
ز نسب را جزوِ ملّت کردۂ
رخنہ در کارِ اخوّت کردۂ
در زمینِ ما نگیرد ریشہ ات
ہست نامسلم ہنوز اندیشہ ات
ابنِ مسعودؓ آں چراغ افروزِ عشق
جسم و جانِ او سراپا سوزِ عشق
سوخت از مرگِ برادر سینہ اش
آب گردید از گداز آئینہ اش
گریہ ہائے خویش را پایاں ندید
در غمش چوں مادراں شیون کشید
"اے دریغا آں سبق خوانِ نیاز
یارِ من اندر دبستانِ نیاز"
"آہ آں سروِ سہی بالائے من
در رہِ عشقِ نبیؐ ہم پائے من"

Marfat.com

"حیف او محرومِ دربارِ نبیؐ
چشمِ من روشن ز دیدارِ نبیؐ"

نیست از رُوم و عرب پیوندِ ما
نیست پابندِ نسب پیوندِ ما

دل به محبوبِ حجازی بسته‌ایم
زین جهت با یک دگر پیوسته‌ایم

رشتهٔ ما یک تولّایش بس است
چشمِ ما را کیفِ صهبایش بس است

مستیٔ اُو تا بخونِ ما دوید
کهنه را آتش زد و نو آفرید

عشقِ اُو سرمایهٔ جمعیت است
همچو خُوں اندر عروقِ ملّت است

عشق در جان و نسب در پیکر است
رشتهٔ عشق از نسب محکم تر است

عشق ورزی از نسب باید گذشت
هم ز ایران و عرب باید گذشت

اُمّتِ او مثلِ او نورِ حق است
هستیٔ ما از وجُودش مشتق است

" نورِ حق را کس بجوید زاد و بُود

Marfat.com

خلعتِ حق را چہ حاجت تار و پود
ہر کہ پا در بندِ اقلیم وجد است
بے خبر از لَمْ یَلِدْ لَمْ یُولَدْ است

وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۝

مُسلمِ چشم از جہاں بربستہ چیست؟
فطرتِ ایں دل بحق پیوستہ چیست؟
لالہ کو بر سرِ کوہے دمید
گوشۂ دامانِ گل چینے ندید
آتشِ او شعلۂ گیرد بہ بر
از نفس ہائے نخستینِ سحر
آسماں ز آغوشِ خود نگذاردش
کوکبِ واماندۂ پنداردش
بوسدش اوّل شعاعِ آفتاب
شبنم از چشمش بشوید گردِ خواب
رشتہ با لَمْ یَكُنْ باید قوی
تا تو در اقوام بے ہمتا شوی
آنکہ ذاتش واحد است و لاشریک
بندہ اش ہم در نسازد با شریک

Marfat.com

مومن بالائے ہر بالا ترے
غیرتِ او بر نتابد ہمسرے
خرقۂ لَاتَحْزَنُوْا اندر برش
اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ تاجے بر سرش
می کشد بارِ دو عالم دوشِ او
بحر و بر پروردۂ آغوشِ اُو
بر غوِ تندر مدام انگندہ گوش
برق اگر ریزد ہمی گیرد بدوش
پیشِ باطل تیغ و پیشِ حق سپر
امر و نہیِ اُو عیارِ خیر و شر
در گرہ صد شعلہ دارد اخگرش
زندگی گیرد کمال از جوہرش
در فضائے این جہانِ ہاے و ہو
نغمہ پیدا نیست جُز تکبیرِ اُو
عفو و عدل و بذل و احسانش عظیم
ہم بقہر اندر مزاجِ او کریم
سازِ اُو در بزم ہا خاطر نواز
سوزِ او در رزم ہا آہن گداز
در گلستان با عنادل ہم صفیر

در بیاباں جُرّہ بازِ صید گیر
زیرِ گردوں می نیاساید دِلش
بر فلک گیرد قرار آب و گِلش
طائرش منقار بر اختر زند
آں سوئے ایں کُہنہ چنبر پر زند
تُو بہ پروازے پرے نکشودۂ
کرمکی استی زیرِ خاک آسودۂ
خوار از مہجوریٔ قرآں شدی
شکوہ سنج گردشِ دوراں شُدی
اے چو شبنم بر زمیں افتندۂ
در بغل داری کتابِ زندۂ

تا کجا در خاک می گیری وطن
رخت بردار و سرِ گردوں فگن

اِس مثنوی کے خاتمہ پر مصنّف نے رحمۃ لِلعالمین صلی اللہ علیہ و
کے دربار میں عرضِ حال کیا ہے اور اپنے پُر درد نالوں میں ظاہر کیا
کہ اُس نے جو کچھ کہا ہے قرآن سے کہا ہے۔ مطلب یہ ہے
اُس کو قوم "قرآن کا پیامی سمجھے نہ کہ شاعر"۔ کاش: اقبال، اقبال کرنا

Marfat.com

اس کی لاج رکھیں:

مُردہ بُود از آبِ حیواں گفتمش
سرّے از اسرارِ قرآں گفتمش

گر دلم آئینۂ بے جوہر است
در بحرفم غیرِ قرآں مضمر است
اے فروغت صبحِ اعصار و دہور
چشمِ تو بینندۂ مَا فِي الصُّدُوْر
پردۂ ناموسِ فکرم چاک کُن
ایں خیاباں رازِ خارم پاک کُن
تنگ کُن رختِ حیات اندر برم
اہلِ ملّت را نگہدار از شرم
سبز کشتِ ما بسامانم مکُن
بہرہ گیر از ابرِ نیسانم مکُن
خشک گرداں بادہ در انگورِ من
زہر ریزد اندر مے کافورِ من
روزِ محشر خوار و رسوا کن مرا
بے نصیب از بوسۂ پا کُن مرا

گر دُرِ اسرارِ قرآں سُفتہ ام
با مسلماناں اگر حق گفتہ ام

اےکہ از احسانِ تو ناکس کس است
یک دعایت مزدِ گفتارم بس است

Marfat.com

پیام مشرق

Marfat.com

Marfat.com

برکاتِ قرآنی سے محرومی کا ایک سبب قرآن کو مشکل سمجھ لینا بھی ہے۔
حالانکہ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ سے ثابت ہے کہ قرآن
فطرتِ انسانی کا دُوسرا نام ہے۔ اقبالؒ نے یہ کہہ کر آیاتِ قرآنی کو
اس قدر آسان اور قریب الفہم بنا دیا ہے کہ ضمیرِ انسانی خود اس کی دلیل ہے:

ز رازی معنیٔ قرآں چہ پُرسی
ضمیرِ ما بآیاتش دلیل است

خرد آتش فروزد، دِل بسوزد
ہمیں تفسیرِ نمرود و خلیل است

رومی کے ہم معنیٰ ایک لطیف اشارے میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

تو خورشیدی و من سیارهٔ تو
سراپا نورم از نظّارهٔ تو
ز آغوشش تو دورم ناتمام
تو قرآنی و من سیپارهٔ تو

اقبال حکومتِ الٰہیہ کے خواست گار ہیں۔ اللہ کی زمین اُن آنکھوں میں اللہ ہی کی زمین ہے۔ اُن کا وظیفہ حیات اَلْمُلْکُ لِلّٰہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ دیکھیے طارقؒ کے واقعہ سے کیا بات پیدا کی اور مسلمانوں کے قلوب میں کونسا جذبہ بھر دینا چاہتے ہیں:

طارق چو بر کنارهٔ اندلس سفینه سوخت
گفتند کارِ تو به نگاهِ خرد خطاست
دُوریم از سوادِ وطن باز چُوں رسیم؟
ترکِ سبب ز روئے شریعت کجا رواست
خندید و دستِ خویش به شمشیر برد و گفت
ہر مُلک ملکِ ماست که ملکِ خدائے ماست

زمانۂ حال کی نام نہاد تہذیب کا نقشہ کھینچا ہے:

انساں که رُخ ز غازهٔ تہذیب برفروخت
خاکِ سیاهِ خویش چو آئینه وا نمود

Marfat.com

پوشید پنجہ را تہِ دستانہ حریر
افسونیِ قلم شد و تیغ از کمر کشود
ایں بوالہوس صنم کدۂ صلحِ عام ساخت
رقصید گردِ او بنواہائے چنگ و عود
دیدم چو جنگ پردۂ ناموسِ او درید
جز "یسفِکُ الدِّمَا" و "خَصِیمٌ مُّبِیْن" نبود

پیش کش میں غازی امان اللہ خان سے کہتے ہیں ؎
دیدہ اے خسروِ کیواں جناب
آفتاب "ما توارت بالحجاب"

زندگی قانونِ قدرت سے منفک نہیں ہو سکتی ۔ جہد للبقاء ضروری چیز ہے ۔ علم و دولت نظر انداز کرنے کی چیزیں نہیں ہیں :
زندگی جہد است و استحقاق نیست
جز بعلمِ انفس و آفاق نیست
گفت حکمت را خدا خیرِ کثیر
ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر

Marfat.com

سیّدِ کُل، صاحبِ امُ الکتاب
پردگیہا بر ضمیرش بے حجاب
گرچہ عینِ ذات را بے پردہ دید
رَبِّ زِدْنِی از زبانِ او چکید
علمِ اشیاء علّم الاسماستے!
ہم عصا و ہم ید بیضاستے
علمِ اشیاء داد مغرب را فروغ
حکمتِ او ماست می بندد ز دوغ
جانِ مارا لذّتِ احساس نیست
خاکِ رہ جز ریزۂ الماس نیست
علم و دولت نظمِ کارِ ملّت است
علم و دولت اعتبارِ ملّت است
آں یکے از سینۂ احرار گیر
واں دگر از سینۂ کہسار گیر
دشنہ زن در پیکرِ ایں کائنات
در شکم دارد گہر چوں سومنات
لعلِ ناب اندر بدخشانِ تو ہست
برقِ سینا در قہستانِ تو ہست

اسی منظوم پیش کش کے آخری بند میں شہنشاہ مراد کی مثال پیش کرتے ہیں :

سروری در دینِ ما خدمت گری است
عدل فاروقی و فقرِ حیدری است

در ہجومِ کارہائے ملک و دیں
با دلِ خود یک نفس خلوت گزیں

ہر کہ یک دم در کمینِ خود نشست
ہیچ نخچیر از کمندِ او نجست

در قبائے خسروی درویش زی
دیدہ بیدار و خدا اندیش زی

قایدِ ملت شہنشاہِ مُراد
تیغِ او را برق و تندر خانہ زاد

ہم فقیرے ہم شہِ گردوں فرے
اردشیرے با روانِ بوذرے رض

غرق بودش در زرہ بالا و دوش
در میانِ سینہ دل مؤینہ پوش

آں مُسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

Marfat.com

در امارت فقر را افزوده اند
مثل سلمانؓ در مدائن بوده اند

حکمرانے بود و سامانے نداشت
دستِ اُو جُز تیغ و قرآنے نداشت

زبورِ عجم

Marfat.com

Marfat.com

ذیل کے اشعار میں اِس حقیقت کو واشگاف کہا ہے کہ وہ قرآن اور وہ تعلیم گاہ کچھ اور ہے جس سے اصل مقصد حاصل ہو سکے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ آج قرآنِ مجید کی مجلدات بکثرت ہیں اور درس دینے والوں کی بھی کمی نہیں مگر ٹوٹے ہوئے دِل نہیں جُڑ رہے ہیں۔ آسودگی سر تا سر مفقود ہے ؎

آسودہ نمی گردد آں دل کہ گسست از دوست
با قرأت مسجد ہا با دانشِ مکتب ہا

گلشنِ رازِ جدید کے اندر سوال وجواب کے پیرائے میں وحدۃ الوجود کے اہم مسائل بیان کیے گئے ہیں:

سوال[۳] : وصالِ ممکن و واجب بہم چیست؟
حدیثِ قرب و بُعد و بیش و کم چیست؟

Marfat.com

جواب : محو مطلق ، دریں دیرِ مکافات
که مطلق نیست جز نورُ السّموات

مه و سالت نمی ارزد بیک جو
حرفِ "کَمْ لَبِثْتُمْ" غوطه زن شو

پانچویں سوال کا جواب :

چه گویم از 'من' و از توش و تابش
کند اِنَّا عَرَضْنا بے نقابش

نویں سوال کا جواب :

جهاں یکسر مقامِ آفلین است
دریں غربت سرا عرفاں همیں است

ایک مشکل مسئلہ کے متعلق خود ہی سوال کرتے ہیں اور اس حُسن کیساتھ کہ وہی اپنی جگہ پر جواب بھی ہے ۔

اَلَسْتُ از خلوتِ نازے که برخاست؟ بلٰی، از پردهٔ سازے که برخاست؟

بندگی نامہ میں جہاں غلامی و محکومیت کے خلاف جہاد ہے وہاں حقیقی حرّیت و آزادی کا درس بھی ہے ۔ حیات اور حیاتِ مطلق میں فرق ہے ۔ حیاتِ مطلق وہی ہے جس کو "زیستن باحق" سے تعبیر کیا گیا ہے اور وہ ظاہر ہے کہ قرآنی علم و عمل سے ہی ممکن ہے ۔

آنکه حَیٌّ لَا یَمُوْتُ آمد حق است
زیستن باحق حیاتِ مطلق است

جاوید نامه

Marfat.com

Marfat.com

اقبالؔ کو بارگاہِ خداوندی میں نیاز کے ساتھ ناز کا درجہ بھی
حاصل ہے جو مناجات کے اندر بھی نمایاں ہے:

آیۂ تسخیر اندر شانِ کیست؟
ایں سپہرِ نیگوں حیرانِ کیست؟
رازدانِ عَلَّمَ الْاَسْمَاء کہ بُود؟
مستِ آں ساقی و آں صہبا کہ بُود؟
برگزیدی از ہمہ عالم کرا؟
کردی از رازِ دروں محرم کرا؟
اے ترا تیرے کہ ما را سینہ سفت؟
حرفِ اُدْعُوْنِیْ کہ گفت و با کہ گفت

رُوئے تو ایمانِ من قرآنِ من
جلوہ داری دریغ از جانِ من؟
از زیانِ صد شعاعِ آفتاب
کم نمی گردد متاعِ آفتاب

گرچہ از خاکم نروید جز کلام
حرفِ مہجوری نمی گردد تمام!
زیرِ گردوں خویش را یابم غریب
زآنسوئے گردوں بگو "اِنّیْ قَرِیْب"
تا مثالِ مہر و ماہ گردد غروب
ایں جہات وایں شمال و ایں جنوب
از طلسمِ دوش و فردا بگذرم
از مہ و مہر و ثریّا بگذرم

رُوحِ رومیؒ کی زبانی مسلمانوں کو اِلاَّ بِسُلْطَان کا بھُولا ہُوا سبق یاد دلاتے ہیں ؎

نکتۂ اِلاَّ بِسُلْطَان یاد گیر
ورنہ چُوں مور و ملخ در گِل بمیر

Marfat.com

نوائے سروش میں اِس حقیقت کا اظہار ہے کہ اگر قرآنِ حکیم سے
ساتی خیالات کی آمیزش کا غلاف اُتر جائے تو لیلیٰ معنے اپنے اصلی
رپ میں پردۂ محمل سے جلوہ گر ہو ؎

چُوں سرمۂ رازی را از دیدہ فروشستم
تقدیرِ اُمم دیدم پنہاں بکتاب اندر!

پیغمبری کی تفسیر میں رومیؒ کی زبان سے ترجمانی فرماتے ہیں ؎

ہائے و ہوئے اندرونِ کائنات
از لبِ اُو نجم و نور و نازعات

ابوجہل اپنے معتقدات کی تباہی کو دیکھ کر کہتا ہے ؎

صرصرے دہ با ہوائے بادیہ
اَنَّھُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَة

قرآنِ مجید اور اس کی تلاوت ، نماز اور اس کا مرتبہ اقبالؒ کی دُنیا
ں کسی اور ہی چیز کا نام ہے ۔ اہتمام یہ ہے کہ زندہ رود کی حیثیت سے
پنے پیر مولانائے رومیؒ کے ہمراہ روحانی سیر میں مشغول ہیں ۔ ایک مقام پر
لامہ **جمال الدّین افغانی** اور **سعید حلیم پاشا** سے اس حال میں دوچار
وتے ہیں کہ اوّل الذکر امام ہیں اور مؤخرُ الذّکر مقتدی ۔ دشتِ خموش

ہے اور قرأت میں سورۂ والنجم۔ اب اس کے لُطف، اس کے اثرات اور اس کے مرتبہ کے کیا کہنے:

سیّدالسادات مولٰنا جمال
زندہ از گفتارِ او سنگ و سفال
ترک سالار آں حلیمِ دردمند
فکرِ او مثلِ مقامِ او بلند
با چنیں مرداں دو رکعت طاعت است
ورنہ آں کاری کہ مزدش جنت است
قرأتِ آں پیرمردے سخت کوش
سورۂ وَالنَّجْمُ آں دشتِ خموش!
قرأتے کز وے خلیل آید بوجد
رُوحِ پاکِ جبرئیل آید بوجد!
دِل ازو در سینہ گردد ناصبور
شورِ اِلَّا اللہ خیزد از قبور!
اِضطرابِ شعلہ بخشد دُود را
سوز و مستی می دہد داؤد را
آشکارا ہر غیاب از قرأتش
بے حجاب ام الکتاب از قرأتش

Marfat.com

پرنس سعید حلیم پاشا زندہ رود سے قرآن کے اوصاف بیان کرتے ہیں
در تعلیم و تبلیغِ قرآن پر اُبھارتے ہیں :

چوں مسلمانان اگر داری جگر
در ضمیرِ خویش و در قرآں نگر
صد جہانِ تازہ در آیاتِ اوست
عصرہا پیچیدہ در آناتِ اوست!
یک جہانش عصرِ حاضر را بس است
گیر اگر در سینہ دِل معنیٰ رس است
بندۂ مومن ز آیاتِ خداست
ہر جہاں اندر برِ او چوں قباست
چُوں کہن گردد جہانے در برش
می دہد قرآں جہانے دیگرش!

زِندہ رود دریافت کرتے ہیں کہ وہ قرآں کہاں ہے جس
کا یہ عالم ہے ؎

زورقِ ما خاکیاں بے ناخداست
کس نداند عالمِ قرآں کجاست!

جواب علامہ افغانیؒ کی طرف سے ملتا ہے :

لا یزال و وارداتش نَو بنَو

Marfat.com

برگ و بارِ محکماتش نو بنو
باطنِ اُو از تغیّر بے غمے
ظاہرِ او اِنقلابِ ہر دمے
اندرونِ تُست آں عالم نگر
می دہم از محکماتِ او خبر!

ابنِ آدم کے مرتبہ کا بیان ہے ؎

حرفِ اِنّی جاعِلٌ تقدیرِ اُو
از زمیں تا آسماں تفسیرِ اُو

بندۂ حق وہ ہے جو خدا کا مطیع ہو۔ اب اس کی اطاعت اس کی اطاعت نہ ہو گی بلکہ حق کی اطاعت ہو گی۔ اِسی لیے از روئے قرآن حکومت کا حق صرف بندۂ حق کو ہے اور اس کے سوا ہر حاکم اور حکومت کا فرد کافری سے کم نہیں :

بندۂ حق بے نیاز از ہر مقام
نے غلام اُو را نہ او کس را غلام
رسم و راہ و دین و آئینش ز حق
زشت و خوب و تلخ و نوشینش ز حق
عقلِ خود بیں غافل از بہبودِ غیر

سُودِ خود بیند نہ بیند سُودِ غیر
وحیِ حق بینندۂ سُودِ ہمہ
در نگاہش سُود و بہبودِ ہمہ

غیرِ حق چوں ناہی و آمر شود
زور ور بر ناتواں قاہر شود
زیرِ گردوں آمری از قاہری است
آمری از ماسوی اللہ کافری است

اے بہ تقلیدش اسیر آزاد شو
دامنِ قرآں بگیر آزاد شو

حکمت "خیرِ کثیر" ہے اور مسلمان کی گم شُدہ چیز۔ یہ جہاں سے بھی ملے حاصل کر لینا چاہیے۔

"گفت حکمت را خدا خیرِ کثیر
ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر"

شیطان، انسان کے رگ رگ میں خون کی طرح جاری و ساری ہے۔ اس ابلیس کے شر سے اس وقت تک گلو خلاصی ممکن نہیں۔ جب تک کہ شمشیرِ قرآن سے اسے مقہور نہ بنایا جائے:

کشتنِ ابلیس کارے مشکل است
زانکہ او گم اندر اعماقِ دل است
خوشتر آں باشد مسلمانش کنی
کشتۂ شمشیرِ قرآنش کنی

زندہ رود نے سب کچھ سُنا لیکن ابھی تک یہ سوال باقی ہے کہ آخر وہ عالمِ قرآن ہمارے جان و دل سے کیوں جلوہ گر نہیں ہوتا:

محکماتش وا نمودی از کتاب
ہست آں عالم ہنوز اندر حجاب
پردہ را از چہرہ نکشاید چرا
از ضمیرِ ما بروں ناید چرا
پیشِ ما یک عالمِ فرسودہ ایست
ملّت اندر خاکِ اُو آسودہ ایست
رفت سوزِ سینۂ تاتار و کُرد
یا مسلماں مُرد یا قرآں بمُرد!

سعید حلیم پاشا جو جواب دیتے ہیں قوم کے لیے سرمایۂ عبرت ہے اور دعوتِ فکر و نظر:

Marfat.com

دینِ حق از کافری رُسوا تر است

زانکہ مُلّا مومِن کافر گر است!

شبنمِ ما در نگاہِ ما یم است

از نگاہِ او یم ما شبنم است!

از شگرفیہائے آں قرآں فروش

دیدہ ام رُوح الامیں را در خروش!

زانسوئے گردوں دِلش بیگانۂ

نزدِ او امّ الکتاب افسانۂ

بے نصیب از حکمتِ دینِ نبیؐ

آسمانش تیرہ از بے کوکبی!

کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد

ملّت از قال و اقوالش فرد فرد!

مکتب و ملّا و اسرارِ کتاب

کورِ مادر زاد و نورِ آفتاب!

دینِ کافر فکر و تدبیرِ جہاد

دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد!

مردِ حق کا کام کیا ہے، سُنئیے :

Marfat.com

مردِ حق جانِ جہانِ چار سوے
آں بخلوت رفتہ را از من بگوے
اے ز افکارِ تو مومن را حیات
از نفسہائے تو ملت را ثبات
حفظِ قرآنِ عظیم آئینِ تست
حرفِ حق را فاش گفتن دینِ تست

مردِ حق کی شان کیا ہے ، ملاحظہ ہو :

مردِ حق از کس نگیرد رنگ و بُو
مردِ حق از حق پذیرد رنگ و بُو
ہر زماں اندر تنش جانے دِگر
ہر زماں اورا چو حق شانے دِگر
راز ہا با مردِ مومن باز گوے
شرحِ رمزِ کُلَّ یَوْمٍ باز گوے

علامہ **افغانی** عصرِ نو کو کمند میں لانے کی تدبیر بتاتے ہیں

بہرِ آں مردے کہ صاحب جستجو است
غربتِ دیں ندرتِ آیات اوست
غربتِ دیں ہر زماں نوعِ دگر

Marfat.com

نکتہ را دریاب اگر داری نظر
دل بآیاتِ مبیں دیگر بہ بند
تا بگیری عصرِ نو را در کمند!
کس نمی داند ز اسرارِ کتاب
شرقیاں ہم غربیاں در پیچ وتاب

حقیقی مسلمان اور حقیقی قرآن کچھ اور چیز ہے اور آج اس کا عالم کچھ اور ہی ہو کر رہ گیا ہے :

منزل و مقصودِ قرآں دیگر است
رسم و آئینِ مسلماں دیگر است
در دِل او آتشِ سوزندہ نیست
مصطفیٰؐ در سینۂ او زندہ نیست!
بندۂ مومن ز قرآں بر نخورد
در ایاغِ او نہ مے دیدم نہ دُرد
خود طلسمِ قیصر و کسریٰ شکست
خود سرِ تختِ ملوکیّت نشست

ملّتے می خواہد ایں دنیائے پیر
آنکہ باشد "ہم بشیر و ہم نذیر"!

Marfat.com

ملّتِ روسیہ سے خطاب کیا گیا ہے :

داستانِ کہنہ شُستی باب باب
فکر را روشن کُن از اُمّ الکتاب

گر ز کرِ شرِ بیاں باشی خبیر
روبہی بگزار و شیری پیشہ گیر
چیست رُوباہی تلاشِ ساز و برگ
شیر مولا جوید آزادی و مرگ
جُز بقرآں ضیغمی روباہی است
فقرِ قرآں اصلِ شاہنشاہی است
فقرِ قرآں اختلاطِ ذکر و فکر
فکر را کامل ندیدم جُز بذکر

قرآن کیا ہے - یہ کس کے لیے کیا ثابت ہوتا ہے اور عصرِ حاضر کی گتھیاں اس سے کس طرح سُلجھ سکتی ہیں :

چیست قرآں ؟ خواجہ راپیغامِ مرگ
دستگیرِ بندۂ بے ساز و برگ !
ہیچ خیر از مردکِ زر کش مجو
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا

از ربا آخر چہ می زاید؟ فتن!
کس نہ داند لذتِ قرضِ حسن!
از ربا جاں تیرہ دِل چوں خشت و سنگ
آدمی درّندہ بے دندان و چنگ!
رزقِ خود را از زمیں بردن رواست
ایں متاعِ بندہ در ملکِ خداست
بندۂ مومن امیں، حق مالک است
غیرِ حق ہر شئے کہ بینی هَالِكٌ[۱] است
رایتِ حق از ملوک[۲] آمد نگوں
قریہ ہا از دخلِ شاں خوار و زبوں

آب و نانِ ماست از یک مائدہ
دودۂ آدم "كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ"[۳]

قرآن کی ذات سے کیا کیا اِنقلابات رُونما نہیں ہوئے اور وہ

---

[۱] كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔
[۲] اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا۔
[۳] مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ

Marfat.com

اب بھی کیا کچھ نہیں کر سکتا۔ بقول علامہ مرحوم قرآن کا جاننا تقدیرِ حیات کا جاننا ہے۔ وہ حق بھی ہے اور حق کی طرح اس کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی:

نقشِ قرآں تا دریں عالم نشست
نقشہائے کاہن و پاپا شکست
فاش گویم آنچہ در دِل مضمراست
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است
چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود
جاں چو دیگر شُد جہاں دیگر شود
مثلِ حق پنہان وہم پیداست ایں
زندہ و پایندہ و گویاست ایں
اندر و تقدیر ہائے غرب و شرق
سرعتِ اندیشہ پیدا کن چو برق
بامُسلماں گفت جاں بر کف بنہ
ہرچہ از حاجت فزوں[1] داری بدہ
آفریدی شرع و آئینے دِگر
اندکے با نورِ قرآنش نگر

---

[1] يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ۔

از بم و زیرِ حیات آگہ شوے
ہم ز تقدیرِ حیات آگہ شوے

اقبالؒ کا خیال ہے کہ اس وقت قرآن کے ساتھ مسلمانوں کا جو سلوک ہے اس سے اندیشہ ہے کہ انعاماتِ الٰہی کا وعدہ کسی اور کے لیے مقدر نہ ہو جائے :

محفلِ ما بے مے و بے ساقی است
سازِ قرآں را نواہا باقی است

از مسلماں دیدہ ام تقلید و ظن
ہر زماں جانم بلرزد در بدن!
ترسم از روزے کہ محرومش کنند
آتشِ خود بر دلِ دیگر زنند!

تا ز "مَا زَاغَ الْبَصَرُ" گیرد نصیب
بر مقامِ عبدہٗ گردد رقیب!
از مقامِ خود نمی دانم کجاست
ایں قدر دانم کہ از یاراں جداست

Marfat.com

زندہ رود کی روحانی سیراب اس مقام پر پہنچتی ہے جہاں **خدایانِ اقوام قدیم** کی مجلس گرم ہے لیکن ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ ذکرِ جمیل یعنی قرآن کے خیال سے لرزاں و ترساں ہے ے

ہر یکے ترسندہ از "ذکرِ جمیل"
ہر یکے آزردہ از ضربِ خلیلؑ

فلکِ زہرہ پر بعل ، مردوخ ، یعوق ، نسر ، فسر ، رم خن ، لات ، عسر ، غسر مشہور معبودانِ باطل جمع ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے قیام کی دلیل لا رہا ہے کیونکہ اس زمانہ میں کوئی خلیل بُت شکن نہیں رہا ے

بر قیامِ خویش می آرد دلیل
از مزاجِ ایں زمانِ بے خلیلؑ

حالات یہ ہیں کہ جس سے اقبال بے چین اور ملُول ہیں ، لیکن صاحبِ ذکرِ جمیل پیرِ رُومؒ بھی چونکہ اس سفر میں ساتھ ہیں اس لیے وہ ڈھارس بندھا رہے ہیں ے

پیرِ رُومؒ آں صاحبِ ذکرِ جمیل
ضربِ او را سطوتِ ضربِ خلیل

گفتمش در دلِ من لات و منات است بسے
گفت ایں بتکدہ را زیر و زبر باید کرد

Marfat.com

اب پیرِ رومؒ اپنا عمل شروع کرتے ہیں :

پیرِ رومیؒ سورۂ طٰہٰ سرود
زیرِ دریا ماہتاب آمد فرود!
کوہ ہائے شستہ و عریان و سرد
اندراں سرگشتہ و حیراں دُ مرد!

فرعون سُنتا ہے اور کہتا ہے ؎

گفت فرعون ایں سحر! ایں جوئے نُور!
از کجا ایں صبح و ایں نور و ظہور؟

مولانا رومیؒ جواب دیتے ہیں ؎

ہر چہ پنہاں است ازو پیدا ستے
اصلِ ایں نور از یدِ بیضا ستے

فرعون نوحہ کرتا ہے اور اپنے کیے پر پچھتاتا ہے ؎

آہ نقدِ علم و دیں در باختم
دیدم و ایں نور را نشناختم!

باز گر بینم کلیم اللہ را

Marfat.com

خواہم از وے یک دل آگاہ را

اس موقع پر حکیم مریخی سے زندہ رود کچھ پوچھتے ہیں تو جواب ملتا ہے:

اے کہ می گوئی متاعِ ما زماست
مردِ ناداں ایں ہمہ ملکِ خداست
ارضِ حق را ارضِ خود دانی بگو
چیست شرحِ آیۂ لَا تُفْسِدُوْا؟
ابنِ آدم دل بابلیسی نہاد
من ز ابلیسی ندیدم جز فساد!
کس امانت را بکارِ خود نبرد
اے خوش آں کو ملک حق با حق سپرد

زندہ رود حلّاج سے ان کا قصور دریافت کرتے ہیں اور وہ اس کا جواب اس طرح دیتے ہیں۔

بود اندر سینۂ من بانگ صور
ملّتے دیدم کہ دارد قصدِ گور!
مومناں با خوئے و بوئے کافراں
لَا اِلٰہ گویان و از خود منکراں!

Marfat.com

اَمْرِ حق گفتند نقش باطل است[1]
زانکہ او وابستۂ آب و گل است
من بخود افسردہ ختم نارِ حیات
مردہ را گفتم ز اسرارِ حیات!

زندہ رود نے قرۃ العین **طاہرہ** سے اس کے ایک شعر کا مطلب معلوم کرنا چاہا ہے۔ مگر اس کا جواب **غالب** نے دیا۔ چونکہ حضرتِ غالب تفصیلی شرح سے بچنا چاہتے ہیں۔ اس لیے زندہ رود فرماتے ہیں ؎

تو سراپا آتش از سوزِ طلب!
بر سخن غالب نیائی اے عجب!

غالب:

خلق و تقدیر و ہدایت ابتداست[2]
رحمۃ للعالمینی انتہاست

زندہ رود حضرت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے "سرّ جوہر" سے واقف ہونا چاہتے ہیں۔ **حلاج** اس کے جواب میں رمز "عبدہٗ" کی طرف

---

[1] قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ
[2] خَلَقَ فَقَدَّرَ فَهَدٰی

Marfat.com

اشارہ کرتے ہیں :-

پیشِ او گیتی جبیں فرسودہ است
خویش را خود عبدہٗ فرمودہ است

کس ز سرِّ عبدہٗ آگاہ نیست
عبدہٗ جز سرِّ اِلاّ اللہ نیست

مدّعا پیدا نگردد زیں دو بیت
تا نہ بینی از مقامِ مَارَمَیْتَ[1]

بندۂ فرماں پذیر ہی ہے جس سے **ابلیس** بھی پناہ مانگتا ہے :

خاکش از ذوقِ 'اِبا' بیگانہٗ
از شرارِ کبریا بیگانہٗ !
صید خود صیّاد را گوید بگیر
الاماں اے بندۂ فرماں پذیر!
آں کہ گوید "از حضورِ من برو"
آں کہ پیشِ او نیرزم بادو جو

---

[1] مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللہَ رَمٰی

Marfat.com

اب زندہ رود اپنے پیر رومیؒ کے ساتھ جنّت الفردوس تک پہنچتے ہیں اور اُن کو **قصرِ شرف النّساء** نظر آتا ہے جس کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ یہ کس کا کاشانہ ہے:

گفتم این کاشانۂ از لعلِ ناب
آنکہ می گیرد خراج از آفتاب!
این مقام این منزل این کاخِ بلند
حوریاں بر درگہش احرام بند!
اے تو دادی سالکاں را جستجوے
صاحبِ او کیست؟ بامن باز گوے
گفت این کاشانۂ شرف النساست
مرغِ بامش با ملائک ہم نواست!
قلزمِ ما این چنیں گوہر نزاد
ہیچ مادر این چنیں دختر نزاد!
خاکِ لاہور از مزارش آسماں
کس نداند رازِ او را در جہاں!
آں سراپا ذوق و شوق و درد و داغ
حاکمِ پنجاب را چشم و چراغ
آں فروغِ دودۂ عبد الصمد
فقرِ او نقشے کہ ماند تا ابد!

Marfat.com

تا ز قرآں پاک می سوزد وجود

از تلاوت یک نفس فارغ نبود

در کمر تیغِ دو رُو قرآں بدست

تن بدن ہوش و حواس اللہ مست!

خلوت و شمشیر و قرآن و نماز

اے خوش آں عمرے کہ رفت اندر نیاز!

بر لبِ او چوں دمِ آخر رسید

سوئے مادر دید و مشتاقانہ دید!

گفت اگر از رازِ من داری خبر

سوئے ایں شمشیر و ایں قرآں نگر

ایں دو قوت حافظِ یک دیگر اند

کائناتِ زندگی را محور اند!

اندریں عالم کہ میرد ہر نفس

دخترت را ایں دو محرم بود و بس!

وقتِ رخصت با تو دارم ایں سخن

تیغ و قرآں را جُدا از من مکن

دل بآں حرفے کہ می گویم بنہ

قبرِ من بے گنبد و قندیل بہ!

مومناں را تیغ با قرآں بس است

Marfat.com

تربتِ مارا ہمیں ساماں بس است!

مسلمانوں کی بے حمیّتی سمجھیے یا غفلت شعاری، قرآن مبارک کی نظامی (عسکری یا مادّی روحانی تعلیم فروگذاشت کر دی گئی۔ پھر انقلاب زمانہ نے یہ دن دکھائے کہ بیگم پورہ کا صرف نام باقی رہ گیا۔ آج نہ وہ شرف النسار کا مقبرہ ہے اور نہ ناموسِ اسلام کی محافظ تیغ و قرآن۔ سوچیے کتنے ہیں جن کو وصیّت کے حرف بھی یاد ہوں۔ علامہ مرحوم نے اِس درد انگیز حادثہ کا اظہار یوں کیا ہے:

عمرہا در زیرِ ایں زرّیں قباب
بر مزارش بود شمشیر و کتاب
مرقدش اندر جہانِ بے ثبات
اہلِ حق را داد پیغامِ حیات!
تا مسلماں کرد با خود آنچہ کرد
گردشِ دوراں بساطش در نورد
مردِ حق از غیرِ حق اندیشہ کرد
شیرِ مولا روبہی را پیشہ کرد!
از دلش تاب و تبِ سیماب رفت
خود بدانی آنچہ بر پنجاب رفت
خالصہ شمشیر و قرآں را ببرد

Marfat.com

اندراں کشور مسلمانی بمرد

زندہ رود **شاہِ ہمدان** سے دوچار ہوتے ہیں اور تخت و تاج کی اصل دریافت کرتے ہیں جس کے جواب میں ٹیکس و مالگزاری کی حقیقت بھی آجاتی ہے :

اصلِ شاہی چیست اندر شرق و غرب؟
یا رضائے امتاں یا حرب و ضرب
فاش گویم با تو اے والامقام
باج را جز با دو کس دادن حرام!
یا "اُولی الامرے" کہ "مِنکُم" شانِ اوست
آیۂ حق حجت و برہانِ اوست
یا جواں مردے چو صرصر تند خیز
شہر گیرد خویش باز اندر ستیز
روزِ کیں کشور کشا از قاہری
روزِ صلح از شیوہ ہائے دلبری
می تواں ایران و ہندوستاں خرید
پادشاہی را ز کس نتواں خرید
جامِ جم را اے جوانِ باہنر
کس نگیرد از دکانِ شیشہ گر

Marfat.com

بیرد مال او جز شیشہ نیست
شیشہ را غیر از شکستن پیشہ نیست

خطاب بہ جاوید (سخنے بہ نژادِ نو) میں اقبال نے اپنے جگر کے ٹکڑے بکھیر دیئے ہیں یا پھر یُوں کہیے کہ اپنا کلیجہ کاغذ پر نکال کر رکھ دیا ہے۔ بظاہر اپنے نورِ نظر جاوید سے خطاب ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ اپنی معنوی اولاد یعنی قوم کے بچوں سے بھی وہ درس آموز باتیں کہہ جاتے ہیں جو اُن کی تعلیمات کی رُوح، اُن کے پیغام کا خلاصہ اور جو اُن کے علم و تجربہ یا خدا داد دانائی و فراست کا نتیجہ ہیں۔ آج ایک مُسلمان کیا سے کیا ہو گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

مومن و پیشِ کساں بستن نطاق!
مومن و غداری و فقر و نفاق!
با پشیزے دین و ملت را فروخت
ہم متاعِ خانہ و ہم خانہ سوخت!
لا اِلٰہ اندر نمازش بود و نیست
نازہا اندر نیازش بود و نیست
نُور در صوم و صلوٰتِ او نماند
جلوہ در کائناتِ او نماند!
آنکہ بود اللہ او را ساز و برگ

Marfat.com

فتنهٔ او حبِ مال و ترسِ مرگ!
رفت از و آں مستی و ذوق و سرور
دینِ او اندر کتاب و او بگور!
صحبتش با عصرِ حاضر در گرفت
حرفِ دیں را از دو پیغمبر[1] گرفت
آں ز ایراں بود و ایں ہندی نژاد
آں ز حج بیگانہ و ایں از جہاد!
تا جہاد و حج نماند از واجبات
رفت جاں از پیکرِ صوم و صلوٰت
رُوح چوں رفت از صلوٰت و از صیام
فرد ناہموار و ملت بے نظام!
سینہ ہا از گرمیِ قرآں تہی
از چنیں مرداں چہ امیدِ بہی!
از خودی مردِ مسلماں در گذشت
اے خضر، دستے کہ آب از سر گذشت!
سجدۂ کز وے زمیں لرزیدہ است
بر مرادش مہر و مہ گردیدہ است

---

[1] باب - بہا - غلام احمد قادیانی

(ق)

سنگ اگر گیرد نشانِ آں سجود
در ہوا آشفتہ گردد ہم چو دُود!

ایں زماں جُز سر بزیری ہیچ نیست
اندرو جز ضعفِ پیری ہیچ نیست!

آں شکوہِ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کجاست
ایں گناہِ اوست یا تقصیرِ ماست؟

ہر کسے بر جادۂ خود تند رو
ناقۂ ما بے زمام و ہرزہ دو!

صاحبِ قرآن و بے ذوقِ طلب
العجب، ثم العجب، ثم العجب!

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اِس زمانہ کے مُسلمان یا تو مُلّا کے صید بنے ہُوئے ہیں یا بادشاہوں کے نخچیر ہو گئے ہیں۔ اُن کا دین، اُن کی عقل و دانش اور اُن کا ننگ و ناموس الغرض سب کچھ لُردانِ فرنگ کے فتراک میں بندھا ہُوا ہے۔ یہ تو ہوا عمومیت کا حال۔ رہے اِس دور کے نوجوان وہ بالخصوص جملہ معائب سے پُر ہیں۔ پھر چارۂ کار کے طور پر درسِ نظر دیتے ہیں اور "سِرّ دین" بیان کرتے ہوئے تمثیلاً ایک قصّہ بیان کرتے ہیں:

Marfat.com

سرِّ دیں صدقِ مقال اکلِ حلال

خلوت و جلوت تماشائے جمال!
در رہِ دیں سخت چوں الماس زی
دل بحق بر بند و بے وسواس زی!
سرّے از اسرار دیں برگویمت
داستانے از مظفر[۱] گویمت
اندر اخلاص عمل فردِ فرید
پادشاہے با مقامِ بایزید
پیش او اسپے چو فرزندانِ عزیز
سخت کوش چوں صاحبِ خودِ درستیز
سبزہ رنگے از نجیبانِ عرب
باوفا، بے عیب، پاک اندر نسب
مردِ مومن را عزیز اے نکتہ رس
چیست جز قرآن و شمشیر و فرس؟
من چہ گویم وصفِ آں خیر الجیاد
کوہ و رُوئے آبہا رفتے چو باد
روزِ ہیجا از نظر آمادہ تر

۱۔ سُلطان مظفر بیگڑہ از سلاطینِ گجرات

Marfat.com

تند بادے طایفِ کوہ و کمر

درتگِ اُو فتنہ ہائے رستخیز

سنگ از ضربِ سُمِ او ریز ریز

روزے آں حیواں چو انساں ارجمند

گشت از دردِ شکم زار و نژند

کرد بیطارے علاجش از شراب

اسپ شہ را وار ہانداز پیچ و تاب

شاہِ حق بیں دیگر آں یکراں نخواست

شرعِ تقوٰے از طریقِ ما جداست

اے ترا بخشد خدا قلب و جگر

طاعتِ مردِ مسلمانے نگر!

پھر نصیحت کرتے ہیں اور غافلوں کو خبردار کرتے ہیں:

در مسلماناں مجو آں ذوق و شوق

آں یقیں آں رنگ و بُو آں ذوق و شوق

عالماں از علمِ قرآں بے نیاز

صوفیاں درندہ گرگ و مو دراز!

گرچہ اندر خانقاہاں ہائے و ہوست

کو جوانمردے کہ صہبا در کدوست!

Marfat.com

هم مسلمانانِ افرنگی مآب
چشمۂ کوثر بجویند از سراب!
بے خبر از سرِّ دیں اند ایں ہمہ
اہلِ کیں اند اہلِ کیں اند ایں ہمہ!
خیر و خوبی برخواص آمد حرام
دیدہ ام صدق و صفا را در عوام
اہلِ دیں را بازداں از اہلِ کیں
ہم نشینِ حق بجو با او نشیں،

کرگساں را رسم و آئیں دیگر است
سطوتِ پروازِ شاہیں دیگر است

Marfat.com

مثنوی

پس چہ باید کرد

اے اقوامِ شرق

Marfat.com

Marfat.com

پیرِ رُوم ؒ سے حضرت اقبالؒ کو روحانی لگاؤ ہے اور اسی لیے باطنی طور پر جو کچھ استفادہ ان کو حاصل ہُوا ہے اس کا انہیں جا بجا اعتراف ہے ایک شعر اُن کی تعریف میں سنیئے ؎

نورِ قرآں درمیانِ سینہ اش
جامِ جم شرمندہ از آئینہ اش

مردِ حق کی شان لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْن ہے کیونکہ نہ تو اسے ماسوی اللہ کا خوف ہوتا ہے اور نہ وہ پایانِ کار حزن نصیب ہوتا ہے۔ مردِ حق کچھ اس طرح رَبِّيَ الْاَعْلٰی کے دو حرفوں میں فنا ہو جاتا ہے کہ دونوں جہان ان کی نگاہوں

Marfat.com

ہیں ہیچ ہوتے ہیں وہ اپنے لیے ایک نئی دُنیا پیدا کرتا ہے اور پُرانے نظام کو درہم برہم کر دیتا ہے۔ بہر حال ایک مردِ حق خوف و حزن کا کیا شکار بنے گا۔ وہ تو دوسروں کو بھی اپنے رنگ میں رنگین ہونے کی دعوت دیتا ہے اور انجام کار یک رنگی میں ڈبو دیتا ہے۔

معنیٔ جبریل و قرآں است او
فِطرة اللّٰہ را نگہبان است او

درسِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ می دہد
تا دِلے در سینۂ آدم نہد

مردِ حق! افسونِ ایں دیرِ کہن
از دو حرف رَبِّيَ الْاَعْلٰی شکن

سنیے ایک مردِ درویش ساز و برگ کہاں سے حاصل کرتا ہے ؎

برگ و سازِ او ز قرآنِ عظیم
مردِ درویشے نہ گنجد در گلیم

فقر کیا چیز ہے اور اس کی تعریف کیا ہے ؎

Marfat.com

فقرِ قرآں احتسابِ ہست و بود
نے رباب و مستی و رقص و سرود

دیکھیے اقبالؒ کو اپنی گری ہوئی قوم کا غم خون کے آنسو رُلاتا ہے اور یہ بھی سُنیے مردِ حُر کس کو کہتے ہیں اور اس میں کونسی امتیازی شان ہوتی ہے ؎

مردِ حُر محکم ز وردِ لَا تَخَفْ
ما بمیداں سر بجیب او سر بکف

چونکہ ساری خرابیاں ایمان کے نہ ہونے کی وجہ سے ہیں اِس لیے سب سے پہلے اسی کی دعوت دی جاتی ہے ؎

از شریعت احسن التقویم شو
وارثِ ایمانِ ابراہیم شو

اقبال کی رائے میں جو لوگ حجرہ میں بیٹھے ہوئے اپنے آپ کو قرآن والی قوم سمجھ رہے ہیں یقیناً مغالطہ میں ہیں۔ قرآن والی قوم ہرگز ایسی نہیں ہُوا کرتی جو اس قدر کم سواد اور کم نظر ہو :

اے کہ می نازی بہ قرآنِ عظیم

Marfat.com

تا کجا در حجرہ می باشی مقیم

عصرِ من پیغمبرے ہم آفرید
آنکہ در قرآن بغیر از خود ندید

ہر یکے دانائے قرآن و خبر
در شریعت کم سواد و کم نظر

یہ حقیقت ہے کہ غلامی میں لذتِ ایماں کہاں نصیب، خواہ غلاموں کا ایک گلہ قرآن مبارک کو گھول کر ہی کیوں نہ پی جاتے اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلامی اور قرآن بالکل متضاد چیزیں ہیں اور دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں ۔

از غلامی لذتِ ایماں مجو
گرچہ باشد حافظِ قرآں مجو

چونکہ عرب کو قبولیّتِ حق اور اس کی تبلیغ کا سب سے پہلے شرف حاصل ہوا ہے ۔ اِس لیے اُن کے بھولے ہوئے سبق کو یاد دلاتے ہیں :

رمزِ اِلاَّ اللّٰہ کرا آموختند؟
ایں چراغ اوّل کجا افروختند؟

علم و حکمت ریزۂ از خوانِ کیست؟
آیۂ فَاَصْبَحْتُمْ اندر شانِ کیست؟

آج تو حال یہ ہے کہ ؎

سطوتِ بانگِ صلوٰت اندر نبرد
قرأت الصّٰفّٰت اندر نبرد

فی الاصل ایک مردِ حُر کی پہچان یہی ہے کہ وہ آیاتِ خداوندی کو
یکھے اور نظامِ فطرت کے مُطالعہ سے بہرہ اندوز ہو ؎

ہر کہ آیاتِ خدا بیند حُر است
اصلِ ایں حکمت ز حکمِ اُنظُر است

بے شبہ قوم، سوزِ جگر سے خالی ہو گئی اور لُطفِ قرآن سے یکسر محروم
س کی شکایت حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں

Marfat.com

ہو رہی ہے ؎

در نفس سوزِ جگر باقی نماند
لطفِ قرآنِ سحر باقی نماند

Marfat.com

مُسافِر

Marfat.com

مسافر کون ہے ؟ خود علامہ اقبالؒ ، جو افغانستان میں پہنچ کر اعلیٰ حضرت نادر شاہ شہیدؒ کو قرآن کے ہدیہ سے سرفراز کرتے ہیں :

در حضورِ آں مسلمانِ کریم
ہدیہ آوردم ز قرآنِ عظیم

گفتم ایں سرمایۂ اہلِ حق است
در ضمیرِ او حیاتِ مطلق است

اندرو ہر ابتدا را انتہا است
حیدرؓ از نیروئے او خیبر کشا است

نشۂ حرفم بخونِ او دوید
دانہ دانہ اشک از چشمش چکید

Marfat.com

اعلیٰ حضرت شہیدؒ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور اس طرح فرماتے ہیں :

گفت "نادر" در جہاں بے چارہ بُود
از غمِ دین و وطن آوارہ بُود
کوہ و دشت از اضطرابم بے خبر
از غمانِ بے حسابم بے خبر
نالہ با بانگِ ھزار آمیختم
اشک با جوئے بہار آمیختم

غیرِ قرآں غم گسارِ من نہ بود
قوتش ہر باب را بر من کشود"

یہی مسافر غزنی میں وارد ہوتا ہے اور حکیم سنائی کے مزار پر حضوری کا شرف حاصل کرتا ہے۔ حضرتِ اقبال کو صاحبِ مزار کی خُوبیوں کا منبع قرآن مبارک نظر آتا ہے۔ آپ اسی سلسلہ میں اپنے مرشدِ رومیؒ کو بھی یاد فرماتے ہیں اور ان کو بھی قرآن ہی کے نُور سے منور پاتے ہیں۔ گویا سنائی اور رومی دونوں کا نصابِ زندگی قرآن ہی تھا اور دونوں ایک ہی مکتب کے تعلیم یافتہ تھے۔

ہر دو را از حکمتِ قرآں سبق
او ز حق گوید من از مردانِ حق

اس کے مسافر سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضر ہوتا ہے اور اسں ذاتِ گرامی کے جذبۂ جہاد اور دبدبۂ فتوحات کی یاد سے اپنے دِل و دماغ کو تازہ کرتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی محسوس کرتا ہے کہ یہاں قدسی قرآن خوانی میں مصروف ہیں ؎

زیرِ گردوں آیت اللہ زاتش
قدسیاں قرآں سرا بر تربتش

اَب یہی مسافر قندھار میں خرقۂ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو رہا ہے اور اس موقع پر فقر و جہاد کی تلقین ہو رہی ہے :

خرقۂ آں "برزخ لا یبغیان"
دیدمش در نکتۂ "لی خرقتان"[1]

دینِ او آئین او تفسیرِ کل
در جبینِ او خطِ تقدیرِ کل

عقل را او صاحبِ اسرار کرد
عشق او را تیغِ جوہر دار کرد

کاروانِ شوق را او منزل است

---

[1] لی خرقتان الفقر و الجهاد

Marfat.com

ما ہمہ یک مشتِ خاکیم او دل است
آشکارا دیدنش "اسرائے" ماست
در ضمیرش مسجدِ "اقصائے" ماست
آمد از پیراہنِ او بوئے او
داد مارا نعرۂ اللہ ھو

مثنوی کے اخیر میں جواں سال اعلیحضرت ظاہر شاہ سے یہی اُمیدیں وابستہ ہیں کہ قرآنی تبلیغ کا حق ادا کریں اور اسلامی بادشاہ کے فرائض ادا کریں :

روز ہا شب ہا تپیدن می تواں
عصرِ دیگر آفریدن می تواں
صد جہاں باقی ست در قرآں ہنوز
اندر آیاتش یکے خود را بسوز
باز افغاں را ازاں سوزے بدہ
عصرِ او را صبحِ نو روزے بدہ

برگ و سازِ ما کتاب و حکمت است
ایں دو قوت اعتبارِ ملت است

آں فتوحاتِ جہانِ ذوق و شوق
ایں فتوحاتِ جہانِ تحت و فوق

ہر دو انعامِ خدائے لایزال
مومناں را آں جمال است ایں جلال!

آنکہ حَیٌّ لَایَمُوْت آمد حق است
زیستن با حق حیاتِ مطلق است

بر خور از قرآں اگر خواہی ثبات
در ضمیرش دیدہ ام آبِ حیات
می دہد مارا پیام لَا تَخَفْ
می رساند بر مقام لَا تَخَفْ
قوتِ سلطان و میر از لَا اِلٰہ
ہیبتِ مردِ فقیر از لَا اِلٰہ
تا دو تیغِ لَا و اِلَّا داشتیم
مَاسِوَی اللہ را نشاں نگذاشتیم!

خاوراں از شعلۂ من روشن است
اے خنک مردے کہ در عصرِ من است

Marfat.com

از تب و تابم نصیبِ خود بگیر
بعد ازیں ناید چو من مردِ فقیر!

گوہرِ دریائے قرآں سُفتہ ام
شرحِ رمزِ صِبْغَةُ اللہ گفتہ ام

Marfat.com

ارمغانِ حجاز

Marfat.com

Marfat.com

ایک تقدیرِ عمرؓ کے دِگرگوں ہونے سے تاریخ نے کونسا سنہری ورق حاصِل کر لیا۔ آہ وہ سوزِ قرأت کہاں ہے جس نے تقدیرِ عمرؓ کو دگرگوں کیا:

زشامِ ما بروں آور سحر را
بہ قرآں باز خواں اہلِ نظر را
تو نمی دانی کہ سوزِ قرأتِ تو
دِگرگوں کرد تقدیرِ عمرؓ را

اقبال بے مستی و سوز کی زندگی کو زندگی نہیں سمجھتے:

ز رازی حکمتِ قرآں بیاموز
چراغے از چراغِ اُو بر افروز

ولے ایں نکتہ را از من فراگیر
کہ نتواں زیستن بے مستی و سوز

واقعی قرآن انسانی زندگی کے ظاہر و باطن کے سنوارنے کا آئینہ ہے کاش مسلمان اب بھی اس کو سامنے رکھیں:

ز قرآں پیشِ خود آئینہ آویز
دگر گوں گشتۂ از خویش بگریز
ترازوئے بنہ کردار خود را
قیامت ہائے پیشیں را برانگیز

اربابِ ذوق و فہم دیکھیں کہ اقبالؒ کیا کہتے اور کیا چاہتے ہیں:

نماند آں تاب و تب در خونِ نابش
نروید لالہ از خشتِ خرابش
پیامِ او تہی چوں کیسۂ او
بطاقِ خانۂ ویراں کتابش

اقبالؒ کے نزدیک مقامِ لَا تَخَفْ کا مرتبہ کتنا بلند ہے:

بیا ساقی نقاب از رُخ برافگن
چکید از چشمِ من خونِ دلِ من

بہ آں لحنے کہ نے شرقی نہ غربی است
نوائے از مقامِ لَاتَخَفْ زن

عبرت کا مقام ہے کہ عرب اب خود محتاجِ پیام ہیں :

بگو از من نواخوانِ عرب را
بہائے کم نہادم لعلِ لب را
ازاں نورے کہ از قرآں گرفتم
سحر کردم صد و سی سالہ شب را

اللہ اللہ آج کے صوفی و ملّا نے قرآنی تاویلات کو کہاں تک پہنچا دیا ہے :

زمن بر صوفی و ملّا سلامے
کہ پیغامِ خدا گفتند مارا !
ولے، تاویلِ شاں در حیرت انداخت
خدا و جبرئیل و مصطفےٰ را

مُسلمان سُنیں اور اپنے حال پر رحم کریں :

بہ بندِ صوفی و ملّا اسیری
حیات از حکمتِ قُرآں نگیری!

بآیاتش ترا کارے جز این نیست
که از یٰسین او آساں بمیری

قرآن کا ایک دروازہ بند کرکے مسلمانوں نے اپنے لیے مصائب کے صدہا دروازے کھول لیے ہیں:

درِ صد فتنہ را بر خود کشادی
دو گامے رفتی و از پا فتادی!
برہمن از بتاں طاقِ خود آراست
تو قرآں را سرِ طاقے نہادی!

Marfat.com

بالِ جبریل

Marfat.com

بالِ جبریل میں حمد کا ایک شعر ؎

مجھے معلوم کیا ! وہ رازداں تیرا ہے یا میرا
محمدؐ بھی ترا جبریل بھی قرآن بھی تیرا

حزن و خوف جان لیوا چیزیں ہیں ، حکیم الامت کے پاس اس کا نسخہ بھی قرآن ہی ہے ؎

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرۂ لَا یَحْزَنُوْن کر

بانگ لَاتَخَفْ کی صدا اب بھی بلند ہے ۔ گوشِ شنوا کی ضرورت ہے ۔

Marfat.com

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لاتخف

اسی سلسلے کی سنہری کڑی، اندلس کے میدان میں طارقؓ کی دعا کا ایک شعر سنیے ؎

دلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کر دے
وہ بجلی کہ تھی نعرۂ لاتذر میں

دنیا کا سب سے بڑا سانحہ قرآنِ عظیم کے نام نہاد ماننے والوں کا اس کے ساتھ غلط سلوک ہے ؎

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسّر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پازند!

عشق و مستی کی نگاہ حاصل ہو جائے تو انسان کچھ اور ہی ہو جاتا ہے ؎

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

اقبالؒ تڑپتے ہیں اور ہمہ شوق ہیں کہ پھر مسلمان کس طرح مردِ مجاہد بنے اور وہ عالم دکھائی دے جب کہ یہ حق پرست خدا کا نام بلند کرنے میں

Marfat.com

مصروف نظر آئیں۔ دیکھیے کیا سماں کھینچا ہے ؎

آہ وہ مردانِ حق ! وہ عربی شہوار
حاملِ "خُلقِ عظیم" صاحبِ صدق ویقیں

یہ حقیقت ہے کہ قرآن کا مقام دِل ہے۔ اسی لیے یہ نازل بھی قلبِ مُطہّرِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم پر ہُوا ہے۔

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کُشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشّاف

اَلْاَرْضُ لِلّٰہِ

پالتا ہے بیج کو مٹّی کی تاریکی میں کون؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اُٹھاتا ہے سحاب؟
کون لایا کھینچ کر پچھّم سے بادِ سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے نورِ آفتاب؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خُوئے انقلاب؟
دِہ خدایا ! یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں!
تیرے آبا کی نہیں، تیری نہیں، میری نہیں!

Marfat.com

جبریئل ابلیس کو بازگشت کی طرف مائل کرنا چاہتے ہیں لیکن ابلیس ابلیس ہے۔ اپنے رنگ کا جواب دیتا ہے:

جس کی نومیدی سے ہو سوزِ درونِ کائنات
اُس کے حق میں تَقْنَطُوا اچھا ہے یا لَا تَقْنَطُوا

مَیں کھٹکتا ہُوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح
تو فقط اَللّٰہ ھُوْ ، اَللّٰہ ھُوْ ، اَللّٰہ ھُوْ

لَا اِلٰہ غیر اللہ کی حکومتوں کو مٹانے کے واسطے اور اِلَّا اللّٰہ قیام حکومتِ الٰہیہ کے لیے۔ اسی کو کئی طرح سے پیش کیا ہے۔

قلندر جُز دو حرفِ لَا اِلٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہِ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

تو عرب ہو یا عجم ہو ترا لَا اِلٰہ اِلَّا
لُغتِ غریب جبتک ترا دل نہ دے گواہی

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیل

Marfat.com

یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لَا اِلٰہ میں ہے

لبالب شیشۂ تہذیبِ حاضر ہے مئے لَا سے
مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانۂ اِلَّا

اے لَا اِلٰہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دلبرانہ ، کردارِ قاہرانہ

مردِ سپاہی ہے وہ اس کی زرہ لَا اِلٰہ
سایۂ شمشیر میں اس کی پنہ لَا اِلٰہ

ایک ہی چیز میں زمین و آسمان کا فرق :

اَرِنِیْ میں بھی کہہ رہا ہوں مگر
یہ حدیثِ کلیم و طور نہیں

تھا اَرِنِیْ گو کلیم ، میں اَرِنِیْ گو نہیں
اس کو تقاضا روا ، مجھ کو تقاضا حرام

یورپ سے ایک خط کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اس دور کے لیے

Marfat.com

بھی رومیؒ کا پیام صرف قرآن ہے۔ سوال و جواب دونوں سے لطف اندوز ہوجیے اور دیکھیے کہ قرآن بننے کے لیے کونسی غذا تجویز کی جاتی ہے۔

سوال :

ہم خوگرِ محسوس ہیں ساحل کے خریدار
اِک بحرِ پُرآشوب و پُراسرار ہے رومیؒ
تو بھی ہے اسی قافلۂ شوق میں اقبالؔ
جس قافلۂ شوق کا سالار ہے رومیؒ

جواب :

کہ نباید خورد و جو ہمچوں خراں
آہوانہ در ختن چر ارغواں
ہر کہ کاہ و جو خورد قرباں شود
ہر کہ نورِ حق خورد قرآں شود

Marfat.com

ضربِ کلیم

Marfat.com

Marfat.com

اقبال کو یقین ہے کہ نصرانی دول کی تہذیب و ترقی اپنے ہاتھوں آپ خودکشی کرے گی۔ یہ جو آگ کی ہولی کھیلیں گے اس میں شیطان اپنے دامن کی ہوا دینے کی تاک میں ہے۔ یہ ابلیس دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتا لیکن اگر اُس کو خوف ہے تو مسلمانوں سے، مگر اطمینان کا سانس اُس وقت لیتا ہے جب دیکھتا ہے کہ اس اُمت کے پاس قرآن نہیں :

ہے مرے دستِ تصرف میں جہانِ رنگ و بُو
کیا زمیں کیا مہر و مہ کیا آسمانِ تو بتو
دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں سے تماشہ غرب و شرق
مَیں نے جب گرما دیا اقوامِ یورپ کا لہو
کیا امامانِ سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ

Marfat.com

سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک "ہُو"

کارگاہِ شیشہ جو ناداں سمجھتا ہے اِسے
توڑ کر دیکھے تو اس تہذیب کے جام و سبو

دستِ فطرت نے کیا ہے جن گریبانوں کو چاک
مزدکی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفو

کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اِشتراکی کوچہ گرد
یہ پریشاں روزگار، آشفتہ مغز، آشفتہ مُو،

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس اُمت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو

خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو

جانتا ہے، جس پہ روشن باطنِ ایام ہے
مزدکیت فتنۂ فردا نہیں، اسلام ہے

جانتا ہوں مَیں یہ اُمت حاملِ قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں

جانتا ہوں مَیں کہ مشرق کی اندھیری رات میں

Marfat.com

بے ید بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستیں
عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں

الحذر آئینِ پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں

موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
نے کوئی فغفور و خاقاں، نے فقیرِ رہ نشیں

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں

چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں

ہے یہی بہتر، الٰہیات میں الجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسمِ شش جہات
ہو نہ روشن اس خدا اندیش کی تاریک رات

Marfat.com

ابنِ مریمؑ مرگیا یا زندۂ جاوید ہے؟
ہیں صفاتِ ذاتِ حق، حق سے جدا یا عینِ ذات؟

آنے والے سے مسیحِ ناصری مقصود ہے
یا مجدّد جس میں ہوں فرزندِ مریمؑ کے صفات

ہیں کلام اللہ کے الفاظ حادث یا قدیم
امّتِ مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات؟

کیا مسلماں کے لیے کافی نہیں اس دور میں
یہ الٰہیات کے ترشے ہوئے لات و منات؟

تم اسے بیگانہ رکھو عالمِ کردار سے
تا بساطِ زندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات

خیر اسی میں ہے قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات

ہے وہی شعر و تصوّف اس کے حق میں خوب تر
جو چھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امّت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتسابِ کائنات

مست رکھو، ذکر و فکرِ صبحگاہی میں اسے

Marfat.com

پختہ تر کردو مزاجِ خانقاہی میں اسے

تن بہ تقدیر کے زیرِ عنوان اس حسرت ناک انقلاب کا ذکر کرتے ہیں، جو قرآنِ حکیم کے غلط استعمال سے مسلمانوں کے لیے مقدر ہوا۔

اسی قرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم
جس نے مومن کو بنایا مہ و پرویں کا امیر

تن بہ تقدیر ہے آج ان کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر

تھا جو ناخوب، بتدریج وہی خوب ہُوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

معنیٔ **والنّجم** کی طرف کس دل آویز پیرائے میں توجہ دلاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

دے ولولۂ شوق جسے لذّتِ پرواز
کرسکتا ہے وہ ذرہ مہ و مہر کو تاراج
مشکل نہیں یارانِ چمن! معرکۂ باز
پُرسوز اگر ہو نفسِ سینۂ درّاج
ناوک ہے مسلماں! ہدف اس کا ہے ثریّا

Marfat.com

ہے مہرؔ میرا پردۂ جاں نکتۂ معراج
تو معنئ "والنجم" نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے مدّ و جزرِ تیرا ابھی چاند کا محتاج

اُمّ الکتاب کا حاصل عشقِ الٰہی ہے۔ علم، عشق کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اقبال نے اپنے پیرِ رومؒ سے یہ تعلیم بھی خصوصیت کے ساتھ ورثہ میں پائی ہے:

علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن!
عشق نے مجھ سے کہا علم ہے تخمین و ظن!
بندۂ تخمین و ظن! کرمِ کتابی نہ بن!
عشق سراپا حضور، علم سراپا حجاب

عشق کی گرمی سے ہے معرکۂ کائنات!
علم مقامِ صفات، عشق تماشائے ذات!
عشق سکون و ثبات، عشق حیات و ممات!
علم ہے پیدا سوال، عشق ہے پنہاں جواب

عشق کے ہیں معجزات سلطنت و فقر و دیں!
عشق کے ادنیٰ غلام صاحبِ تاج و نگیں!
عشق مکان و مکیں! عشق زمان و زمیں!

Marfat.com

عشق سراپا یقین، اور یقیں فتح یاب!
شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام!
شورشِ طوفاں حلال، لذّتِ ساحل حرام!
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام!
علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے امّ الکتاب

اقبالؒ کو اس بات کا قلق ہے کہ ہند میں حکمتِ دین کا سمجھانے والا کوئی نہیں۔ بدقسمتی کی انتہا یہ ہے کہ یہاں کے لوگ قرآن سے بدلتے نہیں بلکہ خود قرآن کو بدل دیتے ہیں :

ہند میں حکمتِ دیں کوئی کہاں سے سیکھے؟
نہ کہیں لذّتِ کردار نہ افکارِ عمیق !
حلقہ شوق میں وہ جرأتِ اندیشہ کہاں
آہ! محکومی و تقلید و زوالِ تحقیق
خود بدلتے نہیں، قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

Marfat.com

مقاماتِ ذکر و فکر سے کس کے حصّہ میں کیا آیا اور ان دونوں میں کیا فرق ہے :

یہ سب ہیں ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام
وہ جس کی شان میں آیا ہے عَلَّمَ الْاَسْمَاء
مقامِ ذکر کمالاتِ رومی و عطار
مقامِ فکر مقالاتِ بوعلی سینا
مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں
مقامِ ذکر ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

توحید کیا ہے اور آج اُس کی حقیقت کیا سے کیا ہو کر رہ گئی ہے۔ وحدتِ افکار و وحدتِ کردار کے تطابق کا راز فہم سے باہر ہو گیا۔ قوم اور قوموں کی امامت کو ہمارے امام بھی نہیں سمجھ سکتے :

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے ؟ فقط اِک مسئلۂ علمِ کلام
روشن اِس ضَو سے اگر ظلمتِ کردار نہ ہو
خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام
مَیں نے اے میرِ سپہ تیری سپہ دیکھی ہے
قُلْ ھُوَ اللہ کی شمشیر سے خالی ہیں نیام

Marfat.com

آہ ! اس راز سے واقف ہے نہ مُلّا نہ فقیہ
وحدتِ افکار کی بے وحدتِ کردار ہے خام
قوم کیا چیز ہے ؟ قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام

وہ فقر جس میں روحِ قرآنی کارفرما ہو ، ہزار درجہ سلطانی سے بہتر ہے ۔ اسی قرآنی فقر سے بے اعتنائی برتنے کا نتیجہ ہے کہ آج کے مُسلمان طرح طرح کی غلامی کے عذاب میں مُبتلا ہیں ۔ اِسی سلسلے میں اللہ اور غیراللہ کی حکومتوں کا فرق اور اس کے قیام میں آنے کی مشکل بھی مرکوزِ خاطر کرنے کی چیز ہے ۔ سزا اس لیے دی جاتی ہے کہ سبق یاد ہو ۔ کاش مُسلمان اِس بات کو سمجھیں اور عام قرآنی علم و عمل کو لازم گردانیں :

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی
خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی
یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سُلطانی
یہی مقام ہے مومن کی قوتوں کا عیار
اسی مقام سے آدم ہے ظلِ سبحانی
یہ جبر و قہر نہیں ہے یہ عشق و مستی ہے
کہ جبر و قہر سے ممکن نہیں جہانبانی

کیا گیا ہے غلامی میں مُبتلا تجھ کو
کہ تجھ سے ہو نہ سکی فقر کی نگہبانی

محمد علی باب مشہور فرقہ کا بانی اپنی غلطی کی تاویل کس طرح کرتا ہے اس سے اس بات کا پتہ بھی چلتا ہے کہ اقبال کی نگاہ میں اس کی اور اسی طرح کے دوسرے گمراہوں کی وقعت پرکاہ کے برابر بھی نہیں۔

تھی خوب حضورِ علما، باب کی تقریر
بیچارہ غلط پڑھتا تھا اعرابِ سمٰوٰت
اس کی غلطی پر علما تھے متبسّم!
بولا تمہیں معلوم نہیں میرے مقامات
اب میری امامت کے تصدق میں ہیں آزاد
محبوس تھے اعراب میں قرآں کے آیات

آیاتِ الٰہی کے نگہبان اقبال اپنے بارے میں رُوحِ مطہّر محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کرتے ہیں کہ جب اُن کی قوم ان کے پیام کی حال نہیں بنتی تو اب وہ کیا کریں اور کہاں جائیں۔ اس سے اُن کی حسرت، خواہش اور ساتھ ہی بے بسی کا کیسا بے پناہ اظہار ہے:

شیرازہ ہُوا ملّتِ مرحُوم کا ابتر
اب تُو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے؟

Marfat.com

وہ لذتِ آشوب نہیں بحرِ عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے؟
اس راز کو اب فاش کر اے رُوحِ محمدؐ
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے؟

اقبال کی سیاست کا مقام بلند تر ہے اسی لیے اُن کی طلب بھی اعلیٰ ہے انہوں نے وقت پر وہ باتیں کہی ہیں جو سیاسی رہنماؤں کی ذہنی ترقی کا باعث بنی ہیں۔ مانگے کی خلافت سے عار دلانا کوئی معمولی بات نہیں۔

اسی طرح لَاتَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ کو لاہور اور کراچی[۲] کے سلسلے میں یاد دلاتے ہیں:

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمانِ غیور
موت کیا شے ہے؟ فقط عالمِ معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہلِ کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ! اے مردِ مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرفِ لَاتَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ

---

[۲] غالباً علم الدینؒ اور عبدالقیوم شہیدؒ مراد ہیں

مردِ مسلماں اقبال کی نگاہ میں کون ہے ؟ اس کا مرتبہ کیا ہے؟

قابلِ ملاحظہ ہے ۔ سُنیے اور سر دُھنیے :

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان!

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان!

ہمسایۂ جبریلِ امیں بندۂ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشان!

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

قدرت کے مقاصد کا عیار اس کے ارادے
دُنیا میں بھی میزان قیامت میں بھی میزان

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

فطرت کا سرودِ ازلی اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفت سورۂ رحمٰن

ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے دیکھیے کس قسم کے فقرے چست کرتے
ہیں اور اس دور کی حریت نوازی کا مذاق اڑاتے ہیں :

Marfat.com

ہے کس کی یہ جرأت کہ مسلمان کو ٹوکے
حرّیتِ افکار کی نعمت ہے خداداد
چاہے تو کرے کعبے کو آتشکدہ پارس
چاہے تو کرے اس میں فرنگی صنم آباد
قرآن کو بازیچۂ تاویل بنا کر
چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد
ہے مملکتِ ہند میں اک طرفہ تماشہ
اسلام ہے محبوس مسلمان ہے آزاد

نباتات و جمادات اور انسان میں جو فرق ہے وہ پابندیٔ تقدیر اور پابندیٔ احکامِ الٰہیہ کی شکل میں ہے اور مومن تو نام ہی اُس کا ہے جس کا بال بال احکامِ الٰہیہ سے بندھا ہُوا ہو:

پابندیٔ تقدیر کہ پابندیٔ احکام؟
یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مردِ خردمند
اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر
ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش ابھی خورسند
تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

Marfat.com

اقبال کے نزدیک یہی وقت ہے کہ قُلِ الْعَفْو کی حقیقت آشکار ہو۔ اس کی محرّک اشتراکیتِ رُوس ہے :

قوموں کی روش سے مجھے ہوتا ہے یہ معلوم
بے سُود نہیں روس کی یہ گرمیٔ رفتار
اندیشہ ہُوا شوخیٔ افکار پہ مجبُور
فرسودہ طریقوں سے زمانہ ہُوا بیزار
اِنساں کی ہوس نے جنھیں رکھا تھا چُھپا کر
کُھلتے نظر آتے ہیں بتدریج وہ اسرار
قرآں میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدّتِ کردار
جو حرفِ قُلِ الْعَفْو میں پوشیدہ ہے اب تک
اِس دَور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار

قرآن حکومتِ الٰہیہ کے قیام کا خواستگار ہے۔ حکم خدا ہی کے لیے ہے۔ اس حکم کے سامنے اور کوئی حکم نہیں چل سکتا اور اس کی حکومت کے مقابلے میں کوئی حکومت نہیں۔ قرآن حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا اِس کے نزدیک زمین پر حکومت کا حق اسی شخص کو پہنچتا ہے جو خود پہلے اللہ کا محکوم بنے۔ محراب گل خاں کے افکار کے سلسلے میں ایک بند

Marfat.com

کے شعر یہ ہیں :

کیا چرخِ کج رَو، کیا مہر کیا ماہ
سب راھرو ہیں وامانده راه!
کڑ کا سکندر بجلی کی مانند
تجھ کو خبر ہے اے مرگِ ناگاہ!
نادر نے لُوٹی دِلی کی دولت
اِک ضربِ شمشیر! افسانۂ کوتاہ!
افغان باقی اکیان باقی،
اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ ! اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ

یہ امر واقعہ ہے کہ مسلمان اپنے اس مقصدِ زندگی کو فراموش کر بیٹھے ہیں جو اُن کے خالق کی طرف سے متعین کیا گیا تھا۔ امتِ وسط کا طغرۂ امتیاز باقی نہیں رہا۔ خَیْرُ اُمَّۃٍ کا خطاب بے معنی ہو گیا۔ ہمارے نزدیک اس کا واحد سبب قرآنی علم وعمل کا فقدان ہے۔ بہرحال مُسلمان ایک تبلیغی قوم کا نام ہے اور ایک مومن کو "بشیر و نذیر" کے سوا اور کچھ نہیں ہونا چاہیے :

آدم کا خمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد
مشکل نہیں اے سالکِ رہِ علمِ فقیری
فولاد کہاں رہتا ہے شمشیر کے لائق

پیدا ہو اگر اس کی طبیعت میں حریری
خود دار نہ ہو فقر تو ہے قہرِ الٰہی
ہو صاحبِ غیرت تو ہے تمہید امیری
افرنگ: زخود بے خبرت کرد وگرنہ
اے بندۂ مومن تو بشیری و نذیری

Marfat.com

بانگ درا

Marfat.com

قرآن اور اقبال

مصنف
ابو محمد مصلح

سنگ میل پبلی کیشنز

Marfat.com